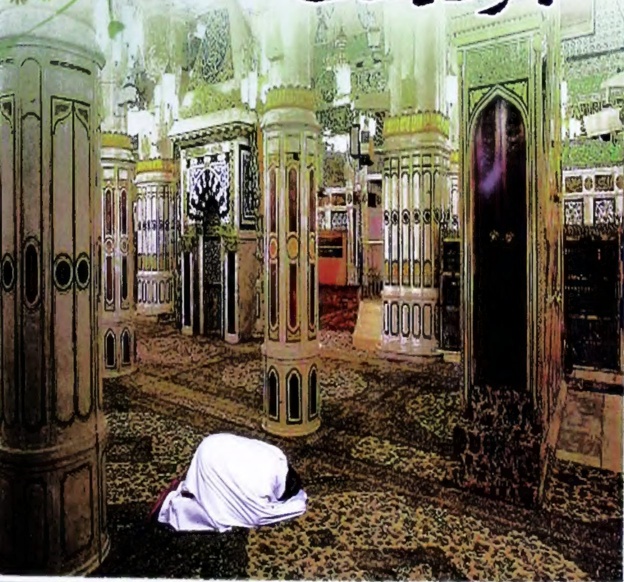
سجدۂ شوق

مجموعۂ نعت



نصیر احسن

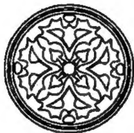




سجدۂ شوق

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد فی الاولین
والآخرین وفی الملاء الاعلی الی یوم الدین ؕ

سجدۂ شوق



بد نصیبوں کی پیشانیاں کِھل اُٹھیں
"سجدۂ شوق" کو نقشِ پا مِل گیا

نوازشِ دلِ ما کن کہ دل نوازتوئی

میرے دل پر بھی کرم ہو کہ دلوں کو نوازنا آپ کی فطرت ہے

بساز کارِ غریباں کہ کارساز توئی

ہم غریبوں کا کام بھی بنا دیں کہ کارسازی آپ ہی فرماتے ہیں

سجدۂ شوق

مجموعۂ نعت

نصیر احمد



المدینہ دارالاشاعت

یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ 38 اردو بازار لاہور

042-37312801,37320682

ضابطہ

اشاعتِ اوّل	اگست 2009
اشاعتِ دوم	اپریل 2010
طابع	المدینہ پرنٹرز لاہور
کمپوزنگ	مُزمّل خان
سرِ ورق	علی شان
ناشر	اَلمدینہ دارالاشاعت یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ 38 اُردو بازار لاہور
قیمت	[redacted] روپے

رَابطہ

3۔وائی سٹریٹ (اے)
طارق بن زیاد کالونی ساہیوال
فون: 040-4460328
0301-6528586

اِنتساب

شفیق و مہربان
والدین (مرحومین)
اور
پیاری بیٹیوں
عائشہ، آمنہ اور مریم
کے نام

اگر خیریتِ دُنیا و عقبیٰ آرزو داری
بدرگاہش بیاؤ ہر چہ می خواہی تمنا کن

سوانحی خاکہ

○ نام	محمد نصیر شیخ
○ ادبی نام	نصیر احمد
○ مقامِ پیدائش	جالندھر (بھارت) یکم فروری 1940
○ سلسلۂ ارادت	نقشبندیہ
○ سیارہ	زحل
○ بُرج	دلو
○ شاعری کا آغاز	1963ء
○ اساتذہ	حضرت بہزاد لکھنوی جناب شبنم رومانی
○ مطبوعات	جاگ رہی ہے چاندنی (غزل و نظم) سفر پُل صراط کا (حمد و نعت) سجدۂ شوق (حمد و نعت) تتلیاں پھول چومتی ہوں گی (غزل و نظم) (زیرِ طبع)

بحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

غریبم یا رسول اللہ غریبم
ندارم در جہاں جز تو حبیبم
بریں نازم کہ ہستم امت تو
گنہگارم و لیکن خوش نصیبم



اے اللہ کے رسول ﷺ! میں غریب ہوں، میں اجنبی ہوں
پوری کائنات میں آپ کے علاوہ میرا کوئی محبوب نہیں
میں اسی پر پھولتا ہوں کہ آپ کی امت ہوں
بیحد گنہگار ہوں، لیکن بڑا خوش نصیب ہوں

قال الله تعالىٰ في القرآن الحكيم

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ

[illegible]

أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

[illegible]

حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ

[illegible]

رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢٨﴾ پ التوبة

صدق الله العظيم

اشاریہ

اِلتجاء

یارب چو مصطفےٰ را، من بہرِ تو ستودم
تو ہم بمصطفےٰ بخش، ایں مصطفےٰ ستارا

——— علامہ رومیؒ

ترجمہ

اے باری تعالیٰ جب تیرے محبوب کی میں نے
صرف تیرے لیے ستائش کی ہے تو تو بھی روزِ قیامت
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرنے والے کو محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں بخش دے آمینؒ

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

حرفِ آغاز

حمد وستائش اس ذات کیلئے جس نے اِس کارخانۂ عالم کو وُجود بخشا اور درُود وسلام اس آخری پیغمبر ﷺ پر جنہوں نے دنیا میں حق کا بول بالا کیا۔

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب
ہنوز نامِ تو گفتن کمال بے اَدبی است

مجھ جیسے پُر خطا اور گنہ گار انسان کی بساط ہی کیا ہے کہ اللہ کے محبوب ﷺ کی تعریف لکھوں۔ جس کی تعریف خود اللہ تعالیٰ کبھی شمسِ الضحیٰ، بدرِ الدجیٰ، صدرِ العُلیٰ، نُورِ الھدیٰ اور کبھی کہفِ الورٰی کہہ کر کرے اور پیار سے انہیں یٰسین، طٰہٰ، کبھی المدثر والمزمل کہہ کر مخاطب کرے۔

اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی مدحت سرائی میں ملائکہ اور جن وانس سبھی مصروف ہیں۔ مگر انؐ کی کتابِ حیات کا ایک ورق بھی تو بیان نہیں ہو سکا اور نہ تا قیامت ہو سکتا ہے۔ جس ذاتِ ستودہ صفات کا واصف خود خالقِ کائنات ہو اُس کے محامد ومکارم کوئی دوسرا کیسے بیان کر سکتا ہے۔ اپنے آقا مولا ﷺ کی شانِ اقدس میں میں نے جو کچھ بھی لکھا ہے اِسے محض کوشش ہی کہوں گا کیونکہ نعت کہنا ایک نازک اور عظیم ذمہ داری ہے۔ کہ اس میں نعت گو

کیلئے حضورﷺ کے ساتھ بے پناہ محبت شرط ہے اِس پُل صراط سے گزرتے ہوئے قادرُالکلامی بھی ہچکچاتی ہے۔ اِس لئے اِس میدان میں شاعر کو پھونک پھونک کر قدم رکھنا پڑتا ہے۔ کیونکہ ذرا سی لغزش سے دنیا و آخرت کی تباہی کا خطرہ ہوتا ہے۔ نعت گوئی عظیم ذمہ داری اِس لیے ہے کہ یہ اللہ کے حبیبﷺ کی مدح ہے جو ہماری بخشش کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ کے ہاں بارگاہِ رسالتؐ پناہ کا جو ادب واحترام ہمیں ملتا ہے اور جو شعری احتیاطیں نظر آتی ہیں وہ دوسرے شعراء کے ہاں کم نظر آتی ہیں۔

میں امامِ نعت گویاں حضرت حسان بن ثابتؓ، امام بوصیریؒ، حضرت عبدالرحمان جامیؒ، شیخ سعدیؒ شیرازی، جنابِ قدسیؒ، حضرتِ امیر خسروؒ، کی تڑپ و کسک عشق و مستی سوز و گداز اور حضرتِ امیر مینائیؒ، جنابِ بیدم شاہ وارثیؒ حضرت بہزاد لکھنویؒ، مولانا الطاف حسین حالیؒ، مولنا ظفر علی خانؒ، احمد رضا بریلویؒ اور علامہ اقبالؒ کی بے ساختگی و برجستگی، پاکیزگی و بالیدگی، وارفتگی و دل گداختگی، عشق و مستی اور ذوق وشوق کہاں سے لاؤں میری تو کم علمی اور کم مائیگی ہی ادب و احتیاط کے تقاضے نبھانے کیلئے بار بار میری زبان و قلم میں لرزش پیدا کر دیتی ہے۔ کہاں میں اور کہاں یہ عشق و محبت کے پُر پیچ راستے کبھی

کبھی تو میں اِن معاملاتِ طریقت وشریعت میں اس قدر اُلجھ جاتا ہوں کہ مجھ کو اپنی بے بسی پر رونا آنے لگتا ہے۔

میں حضورؐ پرنور، سیدِ یوم النشور کے حسن التفات کا کس زبان سے شکریہ ادا کروں کہ کہاں وہ ذات اور کہاں یہ ذرّہ خاک جسے توفیق بخشی گئی کہ آپ ﷺ کی تعریف میں قلم اُٹھاؤں۔ بہرحال تمام تر احتیاط کے باوجود اِس کارِ عظیم میں کوئی لغزش اور غلطی کے امکانات رَد نہیں کئے جا سکتے۔ دورانِ طباعت ہر امکانی کوشش کے باوجود کوئی اعراب وعروض، شد۔ مد۔ زیر۔ زَبر۔ تشدید، پیش اور نقطہ رہ جائے تو ایسی نادانستہ غلطی قابلِ معافی ہونی چاہئے۔

"سجدہ شوق" میرا دوسرا نعتیہ مجموعہ ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ یہ افضل ومبارک کام میں اپنی زندگی میں انجام دے رہا ہوں۔ ورنہ موت تو قدم قدم پر کھڑی انتظار کر رہی ہے۔ اس مشکل رہگزار میں جہاں میرے محترم استاد جناب شبنم رومانیؒ نے قدم قدم پر میری رہبری فرمائی ہے۔ وہاں میرے استاد حضرت بہزاد لکھنویؒ اور ڈاکٹر اے، ڈی نسیمؒ کی روحانی طور پر دستگیری میری مشعلِ راہ بنی رہی ہے۔ میں اپنے منبعِ فیض جناب شبنم رومانی کے دامن سے گذشتہ چالیس سال سے وابستہ چلا آرہا ہوں۔ اُن کی شعری ریاضت کی عمر ساٹھ پینسٹھ برسوں پر محیط ہے۔ مختلف اصناف سخن پر انکی تصانیف تاریخ ادب

اردو کی پہچان بن چکی ہیں۔ ملکی اور غیر ملکی ایوارڈز اور اعزازات کی فہرست بھی طویل ہے۔

میرے پہلے دونوں انتخاب "جاگ رہی ہے چاندنی" (غزل ونظم) "سفر پل صراط کا" (حمد ونعت) پر آپ نے اور کراچی کی دوسری مقتدر علمی وادبی شخصیات نے تبصرے کر کے میری حوصلہ افزائی فرمائی تھی۔ جس کی پذیرائی بے شمار جریدوں، اخباروں اور رسالوں میں ہو چکی ہے۔

جناب شبنم رومانی آجکل سخت علیل ہیں اور اُن کی صحت ٹھیک نہیں رہتی۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو صحت وتندرستی عطا فرمائے اور تادیر زندہ وسلامت رکھے۔ آمین ثمہ آمین

مَیں بے حد مشکور ہُوں جناب عارف منصور صاحب کا، جناب ڈاکٹر خورشید میلسوی کا، جنابِ ابرار حنیف مغل کا، جنابِ پروفیسر طارق زیدی کا، شیخ الحدیث، استاد العلماء الحاج محترم محمد ظہور السلام کا اور جناب میجر ہدایت اللہ صاحب کا جنابِ ڈاکٹر شار ترابی کا، جنابِ سیّد محمد اکبر شاہ کا، جنابِ محمد علی چراغ کا جنھوں نے ہر طرح کا علمی اور فنّی تعاون پیش کیا اور اپنے مفید مشوروں سے نوازا کہ اس کتاب کو بہتر سے بہتر بنانے میں اُن کا وافر حصہ ہے۔

سپاس گزار ہوں اپنی پیاری بیٹیوں عائشہ، آمنہ اور مریم کا جن کی تحریک اور

معاونت نے مجھے محرک رکھا۔

بارگاہِ رب العزت میں دعا ہے کہ وہ اس بندہٗ ناچیز کی یہ کاوش سیّدالمرسلین حضرت محمد مصطفیٰؐ کے صدقے قبول فرمائے۔آمین۔

خاکپائے رسولؐ
نصیراحمد
3/y سٹریٹA طارق بن زیاد کالونی
ساہیوال
فون:040 - 4460328

حضوری کے رنگ

عارف منصور (کراچی)

نعت کا ہر شعر دراصل عقیدت ومحبت کے سنگم سے پھوٹنے والا وہ ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا چشمہ ہے جو اس دشت ہوتی ہوئی زندگی میں روحوں کی پیاس بجھاتا ہے اور دکھوں، غموں کی تمازتوں کو بے اثر کرنے کا اہم کام سرانجام دیتا ہے۔ دن بدن بگڑتے ہوئے سیاسی، معاشی اور معاشرتی حالات ہمیں اس دور میں لے کر جا رہے ہیں۔ جس کے لیے آپ آسانی سے دور جہالت کے نام متعین کر سکتے ہیں اور حالات جب مسلسل شر کی جانب گامزن ہوں تو خیر کی قوتیں اللہ کے فضل وکرم کی علامت بن کر خاموشی سے تقویت پاتی رہتی ہے۔ نعت گوئی بھی خیر کی ایسی قوت ہے جو دلوں پر اپنا اثر ڈال کر کردار کی اصلاح کا اہم فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ نعت گو غیر شعوری اور غیر ارادی طور پر بھی اپنے آپ کو ایسے روپ میں ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے جو اس کے کلام سے قریب تر ہو۔ یہی وہ موڑ ہے جو زندگی کو راہ راست پر لے جاتا ہے۔ نعت گوئی میں روز افزوں ترقی کردار میں بھی ارتقاء کی ضامن بن جاتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ اوصاف واکرام رسول پاک ﷺ کی جانب توجہ تاکہ خوب سے خوب تر نعت کہی جائے انسانی حیات کا پورا نقشہ تبدیل کر سکتی ہے۔

شاید یہی وجہ ہے کہ اکثر غزل گو شعراء جب ادھیڑ عمر کی طرف آتے ہیں تو نعت کی برکتوں سے فیض یاب ہونے لگتے ہیں۔ کچھ یہی صورتِ حال ہمیں زیرِ نظر نعتیہ مجموعہ کلام ''سجدۂ شوق'' کے شاعر نصیر احمر کے بارے میں نظر آتی ہے۔ ان کا طبعی رجحان نعت کے لیے انتہائی موزوں ثابت ہوا ہے۔ اس سبب سے اب دن رات اُٹھتے بیٹھتے دُرود پڑھتے رہنا اور نعت کہتے رہنا ان کی مصروفیت بن گیا ہے۔ نعت کہنا یقیناً عبادت ہے مگر عبادت میں بھی آسانی کبھی نہیں ہوتی۔ مثلاً نماز کو لے لیجئے اور خاص طور پر سردیوں کی نماز جس کے وضو کے لیے بڑی ہمت کرنی پڑتی ہے۔ اس طرح روزہ اور خاص طور پر گرمیوں کا روزہ اپنی سختی کا احساس دلاتا ہے۔ کہ کلمہ گو کے لیے زندگی ایک امتحان سے کم نہیں ہے۔ اس طرح نعت کہنا بھی ایک امتحان ہے اور یہ ہر شاعر کے بس کی بات نہیں ہے۔ مصرعے تو ہر موزوں طبع شخص ترتیب دے سکتا ہے مگر جسے شعر کہتے ہیں وہ تو خونِ جگر ہی سے نمود پاتا ہے۔

ابتدائی طور پر غزل کے خوبصورت شاعر ہونے کے سبب نصیر احمر مصرعوں کو شعر بنانے کے فن سے واقف ہیں۔ انہوں نے حمد و نعت میں ''سفر پلِ صراط کا'' سے جو ابتداء کی ہے وہ ''سجدۂ شوق'' میں پختگی کی طرف بڑھتی محسوس ہوتی ہے۔ یہاں انکے موضوعات مدینہ حاضری کی کیفیات وہاں

سے واپسی اور پھر واپس جانے کی خواہش بلکہ تڑپ اور اس کے علاوہ حضور پاک ﷺ کے اوصافِ حمیدہ کی روشنی میں کردار کی اصلاح کے امکانات ہی نمایاں ہیں۔ تبھی تو وہ ایسے اشعار کہہ پاتے ہیں کہ

کمالِ زہد و عبادت حضور ﷺ کا دیدار
جبیں کو در پہ جھکائیں حضورؐ کو سوچیں
صبا چلے تو بیاباں مہکنے لگ جائیں
مہک صبا سے اڑائیں حضورؐ کو سوچیں

''سجدۂ شوق'' میں نصیر احمر نے جو حاضری اور حضوری کی کیفیات نظم کی ہیں اور ان میں جو بے ساختگی، والہانہ پن اور مستی کے اثرات ہیں وہ خاص طور پر قابلِ مطالعہ ہیں اور خوبصورتی یہ ہے کہ قاری کو بھی وہ اپنے ساتھ اس سعادت میں شریک کر لیتے ہیں۔

چند اشعار دیکھئے

ہُوا ہُوں حاضر دربار آقا ﷺ ہے رحمت آپ کی درکار آقا ﷺ
مجھے جُھلسا دیا ہے موسموں نے ملے اب سایۂ دیوار آقا ﷺ

کبھی روضہ کبھی جالی نظر میں میں کیسی کہکشاں تک آ گیا ہوں
محبت کی نظر ایسی ہوئی ہے زمیں سے آسماں تک آ گیا ہوں

یقیناً یہ محبت کی نظر ہی کا فیض ہے۔ جو نصیر احمر کو زمین پر ہوتے ہوئے آسمان تک لے گیا ہے۔ اس سبب سے تو ایک نظم میں اس نے اپنی تہی دامنی اور آقا کے کرم کا ذکر کچھ اس سادگی سے کیا ہے کہ دل کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔

کچھ نہیں دامن میں چارہ گر میرے
ہے فقط شرمندگی
آپ چمکائیں میرا فانوسِ جاں
آ گیا ہوں آپ کے دربار میں
میرے آقا رہبری!

نعت کہتے وقت جو احتیاط درکار ہے ہمارے عہد کے بیشتر شعراء اس سے پہلو تہی کر جاتے ہیں۔ معلوم نہیں جذبات میں بہہ جانے سے ایسا ہوتا یا شعوری طور پر لاپرواہی ہو جاتی ہے۔ بہرحال نعت میں انتہائی احتیاط کرنا

ضروری ہے کہ کوئی لفظ ایسا نہ ہو جو تنقیص کے زُمرے میں آتا ہو اور کوئی غلو ایسا بھی نہ ہو جو مخلوق اور خالق کی نسبت میں فرق پیدا کر دے۔ نصیر احمد اس معاملے میں یقیناً اپنے اُستاد جنابِ شبنم رومانی کی راست رہنمائی کے سبب غلو اور تنقیص سے بچے ہوئے ہیں اور نعت میں اپنا سفر محفوظ طریقے سے جاری رکھے ہوئے ہیں۔

دن نکلتا ہے رخِ شمسِ الضّحٰی کو دیکھ کر
رُت بدلتی ہے مزاجِ مصطفیٰؐ کو دیکھ کر
کرتا ہُوں تعریف میں اُنؐ کے گلِ رخسار کی
پھول کو تتلی کو شبنم کو صبا کو دیکھ کر

زیرِ نظر نعتیہ مجموعہ کلام کے کئی اشعار اس بات کی گواہی بھی دیتے ہیں کہ نصیر احمد سہل پسندی کی طرف مائل ہو رہا ہے۔ جس سے قطعی طور گریز لازم ہے۔ ویسے اس نے جو اشعار روضۂ رسول ﷺ سے واپسی کے بعد وہاں کے احوال اور دوبارہ حاضری کی تڑپ میں موزوں کئے ہیں وہ یقیناً داد کے مستحق ہیں۔

چند اشعار دیکھئے

مدینے کے مینار رستے وہ گلیاں
ان آنکھوں سے پھر دیکھنا چاہتا ہوں
قرار اُن کو ہے جن کے دل ہیں منور
میں باطن کی نشوونما چاہتا ہوں

اُدھر فقیروں کی نعت خوانی اِدھر درودوں کی گُل فشانی
وہ حق شناسی کے سب نشاں تھے یہ زائرو تم کو یاد ہوگا
خود اپنے ذہنِ رسا کے غرفوں میں روشنی کے حجاب پہنے
سبو بکف سارے اِنس و جاں تھے یہ زائرو تم کو یاد ہوگا

حاضری کی تمنّا کے ان مراحل میں گزرے لمحات کو یاد کرتے ہوئے اپنا اصل مشن نعت گو کی حیثیت سے یاد رکھنا بہر حال ضروری ہے اور نصیر احمر نے وہ مشن اپنے سامنے رکھا ہے اور وہ اوصاف حمیدہ کی روشنی پھیلانے کا مشن ہے۔ یہ شعر دیکھئے۔

تیرگی کا دشت جو اب روشنی کا شہر ہے
ہے محمد مصطفیٰ ﷺ کی جلوہ فرما روشنی

آپ جس وادیٔ سے بھی گزرے ہوئی رشکِ بہار
ہوگئی صحرائے ظلمت میں ہویدا روشنی

آپ زیرِ نظر مجموعہ کلام کو اوّل سے آخر تک پڑھتے جایئے آپ کو بے اختیار جذبوں کی ایک کہکشاں بکھری ہوئی محسوس ہوگی جو ان کہی کیفیات کو لفظوں میں قید کرنے کی ایک کامیاب کاوش کہی جاسکتی ہے۔ پھر بھی نعتِ رسول پاک ﷺ وہ مقدس کلام ہے جو فکر کے گلشن میں کھلنے والی پھولوں کی مہک سے اور دلی عقیدت کی قوس وقزح کے رنگوں سے اور محبت کے نور سے مل کر ایک ایسے تحفے کی شکل اختیار کرتی ہے جو پڑھنے والوں کو حضور پاک ﷺ کی سیرتِ مبارکہ سے قریب تر کرنے کا کام سرانجام دیتی ہے۔ اور میری دعا ہے کہ نصیر احمر مزید محنت کے ساتھ اس رستے پر سلامت روی کی روایت کا امین بنے۔

O

"سجدۂ شوق" عقیدتوں کا خزینہ

ڈاکٹر خورشید بیگ میلسوی
(قومی سیرت ایوارڈ یافتہ)

سردارِ انبیاؐ کی تخلیق کا نورانی مصدرِ حیات بلاشبہ ماورائے فکرِ انسانی ہے۔ خدائے ارض وسما نے عربی زبان میں قرآنِ پاک اتارا کہ میرے رسول ﷺ کی زبان عربی تھی اور پھر غیر مادی ذرائع (وحی کے ذریعہ) سے قرآن پاک اس دنیا میں نازل ہوا۔ خداوند تعالیٰ کا یہ آخری پیغام رُوح القدس حضرت جبریل علیہ السلام کے توسط سے آیا تھا۔ وہ سردارِ ملائکہ تھے اور قرآن بھی غیر مادی واسطوں سے خدا کے آخری پیغام کو صاحب قرآن جو لباسِ بشر میں تھے پہنچایا۔ تو یہ کائنات کے پیدا کرنے والے کی حکمتِ خیر تھی۔ جس کے ذریعے بنی نوع انسان کی رہبری مقصود تھی۔ عرب کے بدّو جو مکارمِ اخلاق سے لے کر اکرامِ انسانی تک کی بیخ کنی کو فخر کا ذریعہ قرار دے چکے تھے۔ نورِ ہدایت نے ان کے دلوں میں خُلقِ عظیم کی پیروی کی تجلی بھر دی۔ سب اس سرمستی و بےخودی میں گم ہو گئے۔ عُشاقِ رسول کا جمگھٹا لگ گیا۔ تب ہی سے حضرت علیؓ، حضرت حسان بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن رواحؓ "نعت" کی صنف کو مدحتِ سرکارِ دو عالمؐ کے لئے مخصوص کرتے ہوئے

"نعت" کی بنیاد رکھ گئے۔ انسانیت کے محسن کی شانِ اقدس میں "نعت" پڑھنا اور نعت لکھنا اُس عہد سے چلتے چلتے عہدِ موجود تک پہنچا۔ جس میں بہت سے نامور شعرائے کرام نے حسبِ توفیق اپنا اپنا فریضہ انجام دیا۔ عہدِ حاضر کے ان ہی عشاقانِ مصطفیٰ کی فہرست میں ایک اور شاعر نصیر احمر بھی شامل ہیں۔ جنہوں نے اس سے پیشتر بھی ایک عقیدتوں سے معمور مجموعۂ نعت لکھا۔ جو قبولِ عام حاصل کرنے کے ساتھ یقیناً بارگاہِ نبویؐ میں بھی قبولیت کے شرف سے تابندہ ہوا (انشاءاللہ) یہی وجہ ہے کہ وہ ایک اور نعتیہ مجموعہ کلام "سجدۂ شوق" لے کر حاضر ہو رہے ہیں۔ یہ بڑی سعادت کی بات ہے کہ جناب نصیر احمر کو خدائے عزوجل نے اپنے محبوب کی مدح سرائی کے لئے منتخب کرلیا ہے۔ ان کی تخلیقی خانے میں موجود نعت کی خوشبو مسلسل اپنے وجودِ منزّہ سے ان کے مقامِ نعت گوئی کو مستحکم اور ارفع بنا رہی ہے۔ جس کا اظہار وہ خود بھی کرتے ہیں۔

عمر بھر سرکارؐ کی تعریف لکھی ہے نصیر
مَیں ہُوں عاشق جان و دل سے سیّدِ اَبرار کا
کاش روضہ میں بھی دیکھوں احمدؐ مختار کا
سر ہو میرا اَور سنگِ در مری سرکارؐ کا

نصیر احمر نے نعت گوئی کے حوالے سے پاکیزگیِ خیال کے لئے درُودِ پاک کے وضو کا نسخۂ کیمیا سب سے بہتر خیال کیا ہے اور یہ شرط بھی بتا دی ہے کہ نعت گوئی وظیفۂ درُود کے بعد کی جائے تو نعت گو کا ظاہر و باطن غیر مادی ربط کے قرب میں جگہ پا سکتا ہے۔ اس دنیا کا عرفان بھی قربِ خداوندی کا حاصل ہے۔ آپؐ سے محبت ہی در حقیقت ایمانِ کامل کی دلیل ہے آپ کا نُور سب سے پہلے خلق کیا گیا اور اس حقیقت کا ایقان بھی تب ہی ہو سکتا ہے جب آپؐ کو خاتم النبیین مان کر اور اُنؐ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کر کے اُنؐ سے اس قدر محبت و عقیدت کی جائے کہ دُنیا و آخرت سنور جائے۔ اس اظہار و یقین کا اسلوب نصیر احمر کے ہاں ملاحظہ کیجئے۔

بھیج کر لاکھوں درُود اُس نام پر
پھر قلم پکڑوں ثناخوانی کروں
وصف کر کے آپؐ کے لاکھوں بیاں
ظاہر و باطن کو نُورانی کروں
ذکرِ آقاؐ کو وظیفہ جان کر
مُشکلوں میں اپنی آسانی کروں

رِندی و سرمستی عقیدت کی وہ کیفیت ہے جو "مولوی کو مولائے روم" بنا دیتی ہے۔ عشقِ محمدؐ کے اس "دُھن" سے نصیر احمر کی بھرپور آشنائی ہے۔ چنانچہ وہ "خُلیات کی دھمال" میں عشقِ نبیؐ کو مرکزی محرک قرار دیتے ہیں۔ وہ دُنیا والوں کو بتاتے ہیں کہ بجز عشقِ نبیؐ عبادت دین میں لُطفِ تکمیل اور عرفانِ قبولیت ممکن نہیں۔ اعمال شرفِ قبولیت کے لئے محبت واتباعِ مصطفٰےؐ کی صراط اور رسید مانگتے ہیں اور یہ کیفیت ان پر گزرتی ہے۔ جبھی تو وہ اپنی روح کو سرشارِ عشقِ مصطفٰےؐ کر کے خود بھی عمل پیرا ہیں اور دوسروں کو بھی ترغیب دلا رہے ہیں۔ دہر میں اسمِ محمدؐ سے اجالا تب ہی ممکن ہے جب عشقِ مصطفٰےؐ کو دل میں بسا کر ہم آپؐ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کریں اور آپؐ کی محبت میں اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیں۔

رات بھر اُنؐ سے ہم کلام رہے — یہ نہ پوچھو کہاں غلام رہے
لُطف آتا گیا دُرودوں میں — رُوبرُو وہ مہِ تمام رہے

یہ رِندی و سرمستی کا رنگ عقیدت ہی کا مرہون ہے کہ انسان اُمتِ مصطفویؐ میں رہتے ہوئے سرورِ دو عالمؐ کے خطبۂ الفقر وفخری کو نہیں بھلاتا۔ نفسِ مطمئنہ کسے حاصل ہوتا ہے۔ 8 ذوالحج کو مقامِ عرفات پر قیام کی بجائے حج

جیسی سعادت کے حصول کے لئے حضرتِ امام حُسینؓ کا جانا کیا ثابت کرتا ہے۔ یہ عشق مصطفیٰؐ ہی تو تھا جو دین کے اعمال سے زیادہ دین کے اعمال اور عمال دونوں کی باہمی بقا کا راستہ بتاتا ہے۔ اس راہ میں سب کچھ لٹا کر ہی امارت ملتی ہے غریب الغرباؑ بن کر ہی معین الضعفا والفقر ابنا جاسکتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ صراطِ مستقیم عشقِ رسولؐ کی تجلّی سے روشن ہو۔ سینہ کشادہ ہو اور اتنا کشادہ کہ دل اسم محمدؐ کا ورد کرتے کرتے دھمالیں ڈالنے لگے۔ دل کے ہر کونے میں شوقِ اِتباعِ مصطفیٰؐ ہو تب ہی یہ شعر کہے جاسکتے ہیں۔

حضورؐ کی یہ نوازش ہے دستگیری ہے
سخنوری میں جو بخشی مجھے امیری ہے
ہے فیضِ اَرضِ مدینہ سے میری جاں روشن
ملی حضورؐ کے دَر سے مجھے فقیری ہے

نعت کے اندر آپؐ کی سیرت کا بیان ایک روایت ہے لیکن سیرت کے بعض پہلو ایسے ہیں جو ایک عاشق ہی کو نصیب ہوتے ہیں۔ وہ سلسلہ در سلسلہ چلتا چلا جاتا ہے اور اسے محسوس ہوتا ہے کہ انہی سلسلوں میں نعت لکھنا،

نعت سننا، نعت سرائی کرنا بھی شامل ہیں۔ چنانچہ جگر تب لہو ہوتا ہے جب یادِ مصطفٰیؐ آنکھوں پر منور ستارے اُبھارتی ہے تو وہ لمحے قبولیت وطمانیت کے ہوتے ہیں۔ تب یقین کی زبان سے نصیر احمر گویا ہوتے ہیں۔

کام اُنؐ کے کرم سے بنتے ہیں
پھول اُنؐ کی رضا سے کھلتے ہیں
وُہ رؤفُ الرحیم ہیں ایسے
غم بھی صدقے میں اُنؐ کے ٹلتے ہیں

نصیر احمر کی نعت کی ایک اور خوبی ہے کہ وہ ہوش وخرد کو کمالِ بے خودی میں بھی اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ یہ منزہ عمل ہے۔ جو عشاق کے دل میں وسوسے کی جگہ یقین کو مستحکم کرتا ہے۔ عصرِ حاضر میں حفیظ تائبؒ کے ہاں اس اظہار کی بہت سی خوبصورت مثالیں موجود ہیں اور ہمارے آج کے شاعر نصیر احمر بھی اسی راہ کے راہی ہیں۔ وہ پیروئ حفیظ تائبؒ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

جب تمنائے نعت ہوتی ہے
رقص میں کائنات ہوتی ہے
چند سانسوں کی زندگی میں کہیں
اُنؐ کی سیرت کی بات ہوتی ہے

المختصر نصیر احمر دوسری مرتبہ شمسِ نعت کی روشنی کو اپنے موئے قلم کا عنوانِ روشن بنانے میں بے حد کامیاب رہے ہیں۔ آپ بھی یقیناً ان کا نقش ثانی "سجدۂ شوق" پڑھ کر میری بات کی تائید وتصدیق کریں گے۔ خدائے بزرگ وبرتر طفیلِ محمدؐ عربی انہیں دین ودنیا کی بھلائیوں سے سرفراز فرمائے اور ان کی عمر دراز کرے۔ آمین۔

O

کیفیت اور سراپا نگاری کی عکاس نعتیہ شاعری

پروفیسر ڈاکٹر نثار تُرابی (راولپنڈی)

نعت گوئی اور نعت خوانی ایسا تخلیقی رَوّیہ ہے جو بہت اِحتیاط اور تقدس کا مطالبہ کرتا ہے۔ نعت گوئی تمام اصنافِ سخن میں مشکل ترین صنف ہے۔ یہ واقعی پلِ صراط کا سفر ہے جہاں نعت گو ایک پَل میں عقیدت کی حد سے گزر کر شرک کی منزل تک پہنچ سکتا ہے۔ لہٰذا نعت کہنے والے کے لیے عقیدت کے ساتھ ساتھ محتاط رہنے کا شعوری عمل بھی ضروری ہے۔ نصیر احمر کی نعتیں اِس تناظر میں کافی احتیاط سے کہی گئی ہیں۔ اُن کے یہاں عقیدت کا وفور عقیدے کی ممکنہ حد بندیوں کا شعوری التزام روا رکھنے کی تمنا بے تاب رکھتا ہے۔

طیبہ سے عجب لُطف و کرم لے کے چلا ہُوں
اِک حُسنِ سعادت کو بہم لے کے چلا ہُوں
مَیں ٹُوٹے ہوئے دل سے گیا تھا سرِ محفل
لوٹا ہُوں تو پھر ساغرِ جم لے کے چلا ہُوں

چاند، چاندنی، تتلی، پھول، رنگ، خوشبو، دھنک، نُور، مہک، صبا بھی

فطرت کے حُسن ہیں۔شاعر نے اِن کو حُسنِ اظہار کا حصّہ بنا کر نکھار پیدا کیا ہے۔ "مسجد نبویؐ میں ایک چاندنی رات" میں وہ حُسنِ فطرت کو ایک ہیجانی کیفیت پیدا کر کے چاندنی اور اُس کی حِسّیات کو یُوں جگاتا ہے۔

آپؐ کے روضے پہ سجدے کر رہی ہے چاندنی
ہر طرف پھیلی ہوئی ہے کیا رَو پہلی روشنی
نُور کا سیلاب ٹھاٹھیں مارتا ہے چار سُو
ہر طرف سے آرہی ہے روشنی کر کے وضُو

زیرِ نظر نعتیہ شعری مجموعہ شاعر کی دوسری تخلیقی کاوش ہے۔ جو نعتیہ شعری اَدب سے اُس کی والہانہ وابستگی کا ثبوت ہے اور اِس صداقت کی گواہی بھی کہ شاعر کو آقائے دو جہاں ﷺ کی ذاتِ گرامی سے کس قدر عقیدت ہے۔

نعت گوئی کا یہ عملِ باسعادت صدیوں سے جاری ہے اور نعتیہ شعر کہنے کی روایت جو صدیوں سے چلی آرہی تھی اور جس نے ہر زبان میں تخلیقی سعادت کا یہ فریضہ انجام دیا ہے وہ اُردو اَدب کے جدید نعتیہ شعری اَدب تک

آتے آتے نصیر احمر تک پہنچتی ہے اور نصیر احمر نعتیہ شعری اَدب کی اِس جدید روایت سے وابستہ ہیں جس کا اذنِ عام کرتے ہوئے جناب حفیظ تائب، مظفر وارثی، راغب، مراد آبادی، عبدالعزیز خالد، ڈاکٹر عاصی کرنالی، حافظ لدھیانوی، حنیف اسعدی اور علامہ شبیر حسین ناظم سے موجودہ عہد کے جدید نعت گوشعرا تابش الوری، خالد احمد، عزیز احسن، قمر وارثی، عارف منصور، اور صبیح رحمانی تک ایک پوری کہکشاں آسمانِ نعت پر جلوہ فشاں ہے۔

میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور حضورِ پُرنور ﷺ نصیر احمر کے "سجدۂ شوق" کو قبول فرمائے۔ آمین

O

111150

نصیر احمر ایک پختہ کار شاعر

پروفیسر سیّد محمد اکبر شاہ
ساہیوال

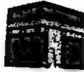
شیخ نصیر احمر ایک پختہ کار اور خوش نصیب شاعر ہیں جنہیں حضورِ حق سے متاعِ عشقِ رسول ﷺ کے ساتھ پاکیزگیٔ فکر ونظر، جودتِ طبع اور شعور و آگہی کے وہ گراں بہا اوصاف بھی ودیعت ہوئے ہیں جو نعت کے سے انتہائی مقدس وارفع ترین موضوع پر لب کشائی کے لیے لازمی اساس ہیں۔

سجدۂ شوق میں بھی انہوں نے الفاظ ومعانی کے گہرے ربط اور اُن کی تقدیم وتاخیر کا لحاظ رکھتے ہوئے وہی بلیغ پیرایۂ اظہار اختیار کیا ہے جو نعت کے لیے نہائت موزوں ہے انہوں نے روایت کی پابندی بھی کی ہے اور بڑی متانت سے انفرادی لب ولہجہ کو بھی برقرار رکھا ہے۔

نصیر احمر کے منظم ومرتب شستہ وشائستہ اسلوبِ حیات اور دل ودماغ کی ہم آہنگی نے اُنہیں اظہار کا محکم سلیقہ عطا کیا ہے۔ جس کی بدولت وہ اپنے مشاہدات وتاثرات اور وارداتِ قلبی کو بڑی پختہ کاری سے اس طرح بیان کرتے ہیں کہ سوز وگداز اور رقت کی تمام تر کیفیتوں کے ساتھ شعری وہنری لطافتیں بھی نمایاں طور پر قائم رہتی ہیں جس سے کلام میں جاذبیت اور ہمہ گیری کا جوہر نکھر کر سامنے آ گیا ہے۔

شیخ نصیر احمد ذوق فراواں لئے نعت کے جادۂ پُرنور پر منزل بہ منزل رواں جذبۂ شوق سے "سجدۂ شوق" کی مبارک منزل پر آن پہنچے ہیں جو خوش نصیبی کی ایسی انتہا ہے کہ جس کی کوئی اِنتہا نہیں اور حقیقت تو یہ ہے کہ شعاع آفتاب مصطفوی ﷺ سے منور جہانِ شوق کی جلوہ گاہ میں بسنے والے عُشاق کی صبح کو کبھی شام نہیں ہے۔

O



حصّہ حمدِ باری تعالیٰ

خطا تسلیم کرنے کی جَسارت کر رہا ہُوں
مَیں بندہ ہُوں مرے مالک اِطاعت کر رہا ہُوں

مرے ہر ایک غم کا تُو مُداوا ہے خدایا
مَیں تیری بندگی ، تیری عِبادت کر رہا ہُوں

مرے صُبح و مَسا تیری عطا کی روشنی ہیں
بسَر یہ عمر مَیں ، تیری بَدولت کر رہا ہُوں ۔

مَشیت پر ہُوں تیری خوش گِلہ ہرگز نہیں ہے
نہ مَیں تجھ سے کوئی شکوہ ، شکایَت کر رہا ہُوں

نہ مال و جاہ ، نَے نام و نَسب کی ہَے تمنّا
مَیں خُود داری میں خود ، اپنی حفاظت کر رہا ہُوں

ہر اِک شے ہَے تری قدرت کی مظہر اِس جہاں میں
تو پھر کِس واسطے وحدت سے ہجرت کر رہا ہُوں





چار سُو مولا ! ترے جَلووں کی ہَیں تابانیاں
بالیقیں رَبِّ جَلی ، لائق ترے سُلطانیاں

حرفِ کُن سے تُو نے یہ تخلیق کی ہَے کائنات
دونوں عالم میں تری رحمت سے ہَیں نُورانیاں

حمد کے لائق ہَے تُو ، یکتا ہَے تیری ذات بھی
ہر جگہ موجود تُو ، ہر جا تری جَولانیاں

رِزق تُجھ سے مِل رہا ہے ساری مخلُوقات کو
خُشک و تَر پر ہَیں تری رحمت سے سب افشانیاں

نام تیرا لے کے جب کرتا ہوں کوئی سخت کام
مشکلوں میں بھی مجھے مِل جاتی ہیں آسانیاں

طائرِ خوش رنگ تیری مدح میں مصروف ہیں
تُو نے بخشی ہیں پرندوں کو بھی خوش الحانیاں

کیا کرے تعریف احمر کیا کرے حمد و ثنا
پتّا پتّا کر رہا ہے تیری مدحت خوانیاں





جو تارے چاند ، سُورج آسماں ہیں
تری حِکمت کے سارے ترجماں ہیں

وہ دَشت و دَر ہوں یا کوہ و بیاباں
تری قدرت کے سب اَدنیٰ نِشاں ہیں

یہاں کا ذَرّہ ذَرّہ ہے ثناخواں
ترے ہی یہ مکان و لامکاں ہیں

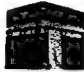
کوئی کرتا نہیں ہے غم گُساری
مگر یُوں تو بہت سے پاسباں ہیں

مدد کر اَب خدایا تُو ہماری
مسلماں آج بے نام و نشاں ہیں

کنارے پر لگا احمؔر کی کشتی
مری تدبیریں ساری رائگاں ہیں



حرمِ کعبہ کو پہلی نظر دیکھ کر



میرا سَر اور تیرا سنگِ آستاں
خالقِ کُل ، مالکِ کون و مکاں

تیرے دَر پر ہے کھڑا عِصیاں شعار
تیرا نافرماں ہے کِتنا شرمسار

ٹھوکریں کھا کھا کے اَب میں آگیا
جو بھی دُنیا میں گنوایا ، پا گیا

مانگتا ہُوں تیرے دَر پر یہ دُعا
بخش دے یارب ! مری اَب ہر خطا

بار آور ہو مرا نخلِ اُمید
تیری قدرت سے نہیں کچھ بھی بعید

یاالٰہی! ہے عرض یہ اِلتجا!
کملی والے کی محبت کر عطا

احمرِ مُضطر کو ہو تسکین اَب
شاد ہو جائے دلِ غمگین اَب



حصہ نعتِ رسول ﷺ

اے حبیبؐ ِکبریا!

اے حبیبؐ ِکبریا!
اے پیکرِ حُسنِ کمال
آپؐ نے دیکھی مری اَفسردگی
آرزوؤں میں گھری ہے زندگی
میرا ہر اِک فعل کیا ہے؟
تیرگی ہی تیرگی !!
بَندگی کو آ رہی ہے شرم سی
یہ گُنہ اَور گمرہی!
کچھ نہیں دامن میں چارہ گر مرے
ہے! فقط شرمندگی !!
آپؐ چمکائیں مرا فانوسِ جاں

آ گیا ہُوں آپؐ کے دربار میں
میرے آقا! رہبری !!
آپؐ کا تھا دل کو میرے لمحہ لمحہ اِشتیاق
تازہ رہتا ہر گھڑی زخمِ فراق
آپؐ کا دیدار اَب،
حسرتِ دل کے لیے
دولتِ کونین ہے
جاگ اُٹھیں پھر تمنّا کے چراغ
آبِ کوثر کے اَیاغ
مجھ کو بھی اَب ہوں عطا
اے حبیبؐ کبریا!



مسجدِ نبویؐ میں
ایک چاندنی رات

اے نگاہِ شوق کھُل کر دیکھ لے دِلکش سَماں
اُنؐ کا روضہ جب ہے تیرے سامنے جَلوہ فِشاں

دُور تک پُر کیف خاموشی سی ہے چھائی ہوئی
مسکراتی ہے فضا ، تاروں کو نیند آئی ہوئی

اُنؐ کے روضے پر یُوں سجدے کر رہی ہے چاندنی
چار سُو پھیلی ہوئی ہے اِک مُعطر روشنی

کر دِیا ہے چاندنی نے ایسا مست و شادماں
میری آنکھوں نے کبھی دیکھا نہیں ایسا سماں

دیکھتا ہُوں جس طرف ہے ایک عالم نُور کا
کیا بتاؤں کھینچ کر نقشہ دلِ مسرُور کا

نُور کا سیلاب ٹھاٹھیں مارتا ہے چار سُو
ہر طرف سے آ رہی ہے روشنی کر کے وضُو

آسماں پر چاند تارے محوِ اِستغراق ہیں
اور مصروفِ ثنا سب آپؐ کے مُشتاق ہیں

ہے بدن میرا زمیں پر، رُوح ہے اَفلاک پر
ہو نظر اے ساقیِٔ کوثر ، مرے اِدراک پر

خُلد سے آ کر فرشتے بھی مزارِ پاک کو
جھاڑتے ہَیں اَپنی پلکوں سے خَس و خاشاک کو

مائلِ بندہ نوازی ہے خدا ، سچ باخُدا !
بانٹتے خیرات ہیں خیرُالورَیٰ ، سچ باخُدا !

اِس حَسیں منظر کو شعروں میں بیاں کیسے کروں
چشمِ احمؔر نے جو دیکھا ہے عَیاں کیسے کروں



قطعہ

کیا سناؤں آپؐ کو شاہِ اُممؐ
اپنے دل کا حال، اپنے رنج و غم

آپؐ نے مجھ کو بلایا، آگیا
مجھ پہ یہ کم تو نہیں لُطف و کرم





پتھروں کو چُوم کر پانی کروں
آپؐ کی دل سے ثنا خوانی کروں

آپؐ سا کوئی نہیں پُرسانِ حال
آپؐ سے چاہت بھی رُوحانی کروں

صُبح روشن اَور تابِندہ ہو شام
ظاہر و باطن کو نُورانی کروں

بھیج کر لاکھوں دُرود اُس نام پر
مَیں قلم پکڑوں ثنا خوانی کروں

وَصف کر کے آپؐ کے لاکھوں بیاں
اِس طرح روشن سُخن دانی کروں

ذکرِ آقاؐ کو وظیفہ جان کر
مُشکلوں میں اپنی آسانی کروں

گھات میں ہو لاکھ احمر شیطنت
مَیں اُصولوں ہی کی سلطانی کروں





میرا ایمان ، مری جان مدینے والے
میری حسرت ، مرا اَرمان مدینے والے

میری شوریدہ سَری آج مرے کام آئی
شوق مجھ پر ہُوا قربان مدینے والے

مَیں تو بھٹکا ہُوا رَستے کا مسافر تھا کوئی
کیں مری مشکلیں آسان مدینے والے

پاسباں آپؐ ہیں کونین کے آقا ! بخُدا
یہ ہَے اللہ کا فیضان مدینے والے

شعر کہتا ہُوں ، شعور آپؐ نے بخشا ہے مجھے
یہ بھی ہے آپؐ کا اِحسان مدینے والے

چاند سورج ہیں فروزاں تو یہ نُور آپؐ کا ہے
آپؐ کونین کے سلطان مدینے والے

مَیں ثنا آپؐ کی کرتا ہُوں رقم شام و سحر
مرے یکجا رہیں اَوسان مدینے والے





کیوں کروں شکوۂ آلام مدینے والے
مجھ کو کافی ہے ترا نام مدینے والے

سَر ترے دَر پہ جھکایا ہے شہِ اَرض و سما
اَب نہ لَوٹا اِسے ناکام ، مدینے والے

تذکرے ہیں مری ناداریٔ قسمت کے بہت
مجھ پہ بھی کردے اَب اِکرام، مدینے والے

مجھ کو حسرت ہے کبھی روضۂ اَطہر دیکھوں
کبھی طیبہ میں کٹے شام ، مدینے والے

دھیان میں روضۂ اَقدس کا ہے خاکہ میرے
آکے دیکھوں وہ دَر و بام ، مدینے والے

حاضری کا مِلا پیغام نصیر احمر کو
خاص مُجھ پر ہُوا اِنعام ، مدینے والے





طیبہ سے عجب لُطف و کرم لے کے چلا ہُوں
اِک حُسنِ سعادت کو بہم لے کے چلا ہُوں

مَیں ٹُوٹے ہوئے دِل سے گیا تھا سرِ محفل
لَوٹا ہُوں تو پھر ساغرِ جَم لے کے چلا ہُوں

اے ماہِ عرب ، اے گُلِ خُوبی ، ترے اَنوار
طیبہ سے مَیں اَب سُوئے عجَم لے کے چلا ہُوں

مہکے ہوئے گلشن سے گُلِ چیدہ کی ڈالی
پہلو میں تڑپ، آنکھ میں نَم لے کے چلا ہُوں

آنکھوں میں بسا لایا ہُوں جلوے بھی چلا بھی
لہراتا ہُوا ابرِکرم لے کے چلا ہُوں

جو جلوہ گرِ عرشِ مُعلّیٰ ہوئے اخترؔ
دل میں اُنہی جلوؤں کا اِرم لے کے چلا ہُوں





شاہِ دو عالم ، محسنِ اِنساں
سب کے آقاؐ ، سب کے اَرماں

گوہرِ تاباں ، مہرِ دَرخشاں
دنیا پر ہیں ، آپؐ کے اِحساں

لمحہ لمحہ فیض کا دَریا
ہر کلمہ لاریب ہے آقاؐ

تاریکی میں شمعِ فروزاں
آپؐ ہیں اِک میخانۂ عِرفاں

آپؐ کے حُسن کے جلوے وا ہیں
شمس و قمر محتاجِ ضیاً ہیں

ماہِ رسالتؐ ، سُورتِ قرآں
نورِ مجسّم ، نازشِ دوراں

آپؐ کی ہر اِک بات نرالی
اور سبھی کچھ نقشِ خیالی

انجم آپؐ کی راہ کی افشاں
کرّو بیاں بھی ششدر و حیراں

عکس فگن انوار ہوں دل پر
مجھ پر ہوں اِکرامِ پیمبرؐ

ساقیِ کوثر درد کا درماں
احمرؔ اِک ناچیز ثناخواں





خواہش میرے دل میں ایک زمانے کی
اَب ہو اجازت آقاؐ طیبہ آنے کی

رہتا ہے دن رات تصور روضے کا
یہی تو اِک صُورت ہے دِل بہلانے کی

پھُول کِھلیں تو خُوشبو مہکے آنگن میں
شمع جلے تو بات بنے پروانے کی

شب کو خواب کے عالم میں بھی لَب پر ہے
تسبیح اللہ ، دانے دانے کی

صُبحِ سَعادت جب گھونگھٹ سَرکاتی ہے
مِدحت زینت بنتی ہے کاشانے کی

آپؐ کی آمد پاکیزہ کِرنوں کا وُرُود
احمرؔ کر تیّاری جشن منانے کی





جب تمنائے نعت ہوتی ہے
رقص میں کائنات ہوتی ہے

چند سانسوں کی زندگی میں کہیں
اُنؐ کی سیرت کی بات ہوتی ہے

بُوٹے بُوٹے سے نُور ہے چھَنتا
پتّے پتّے سے بات ہوتی ہے

آمدِ نعت کی گھڑی بے شک
رَشکِ صد اِلتفات ہوتی ہے

اِضطرابِ دِل و نگاہ کا فیض
" بہتے اَشکوں سے نعت ہوتی ہَے "

اِس کے سارے حروف پاکیزہ
سیّدالصِنف نعت ہوتی ہَے

رکھ لو دیوانگی خدا کے لیے
نعت میں اِحتیاط ہوتی ہَے

نعت گویا ہے بادۂ عِرفاں
یہ نویدِ حیات ہوتی ہَے

نعت سے اِک سُرور مِلتا ہے
حُسن ہے حُسنِ ذات ہوتی ہے

سارا قرآن مدِحتِ سرکارؐ
کِس سلیقے سے نعت ہوتی ہے

دِل کی تابِندگی درُود و سلام
روشنی شش جہات ہوتی ہے

ہے سفر پُل صِراط کا گویا!
نعت ہی پُل صِراط ہوتی ہے

رحمتِ حق کے سامنے احمر
نعت سے ہی نجات ہوتی ہے





آجائیں مرے خواب میں سرکارؐ کسی دِن
مہکیں مرے گھر کے دَر و دِیوار کسی دِن

اَب جنّتِ اَرضی کی کروں گا مَیں زیارت
گھوموں۔گا ہرِ کُوچہ و بازار کسی دِن

واقف مرے حالات سے ہیں شاہِ مدینہ
آقاؐ کریں حالات کو ہموار کسی دِن

اے رشکِ مہ و مہر زمانہ کریں روشن
مجھ عاجز و ناچیز کا کردار کسی دِن

سچ ہے کہ مرے دوش پہ ہے بارِ ندامت
ناچار پہ آقاؐ کریں اِیثار کِسی دِن

تابِندہ جَبیں ، نُورِ مبیں ، عرش نشیں آپؐ
عاصی کو کریں حاضرِ دربار کِسی دِن

بَس جائیں مری رُوح میں یٰسین و مُزّمِل
باطن کریں آقاؐ مرا گلزار کِسی دِن

کافی ہے اُسے نسبتِ سرکارؐ مدینہ
احمرؔ کو مِلے سایۂ دیوار کِسی دِن





ہم تھے بھٹکے ہوئے رہنما مِل گیا
روشنی مِل گئی ، راستہ مِل گیا

بد نصیبوں کی پیشانیاں کھِل اُٹھیں
سجدۂ شوق کو نقشِ پا مِل گیا

سب رسُوماتِ کہنہ مِٹا دی گئیں
خوش نصیبوں کو قبلہ نُما مِل گیا

بول اُٹھے سبھی کیا شجر ، کیا حجر
گُونگے بہروں کو اِذنِ صدا مِل گیا

غم زَدوں کو غموں سے رہائی مِلی
بے قراروں کو دارُالشفا مِل گیا

رُت مہکنے لگی ، پھول کِھلنے لگے
ساری مخلوق کو مُدعا مِل گیا

بسترِ تسکین احمر مِلا بالیقیں
مُنتہی مِل گئے ، پیشوا مِل گیا





نیازِ بندگی پائیں ، حضورؐ کو سوچیں
متاعِ زندگی لائیں ، حضورؐ کو سوچیں

ذرا دھنک سے گھڑی دو گھڑی کریں باتیں
کرن کو چاند دکھائیں ، حضورؐ کو سوچیں

کلیمؑ غش کریں کیوں ، تجھ میں وادیِٔ ایمن
چراغِ طور جلائیں ، حضورؐ کو سوچیں

کمالِ زہد و عبادت ، حضورؐ کا دیدار
جبیں کو دَر پہ جھکائیں ، حضورؐ کو سوچیں

صبا چلے تو بیاباں مہکنے لگ جائیں
مہک صبا سے اُڑائیں ، حضورؐ کو سوچیں

اُنہیں کے دَم سے تو احمر ہے کائنات میں رنگ
سو ہم بھی رنگ جمائیں ، حضورؐ کو سوچیں





حضورؐ نعت کو دل میں بسائے بیٹھے ہیں
حضورؐ ! آپؐ کے قدموں میں آئے بیٹھے ہیں

زہے نصیب کہ دل کو سکوں میسّر ہے
ہم اپنا خفتہ مقدّر جگائے بیٹھے ہیں

ق

قصور و جرم و خطا جو بھی زندگی میں ہوئے
اُنہیں گناہوں کا دفتر اُٹھائے بیٹھے ہیں

بیان کر نہیں سکتے کہ شرم آتی ہے
اِسی لیے تو یہاں سر جھکائے بیٹھے ہیں

نصیر سانس بھی آہستہ بارگاہ میں لو
خدا گواہ ! وہ محفل میں آئے بیٹھے ہیں





ہُوا ہُوں حاضرِ دَربار آقاؐ
ہے رحمت آپؐ کی دَرکار آقاؐ

فقیرِ خانماں برباد ہُوں مَیں
سخی ہَیں آپؐ ہَیں غم خوار آقاؐ

یہاں خیرات لینے آ گیا ہے
گدائے بیکس و نادار آقاؐ

پَلا ہُوں آپؐ کے ٹکڑوں پہ اَب تک
رہا ہُوں آج تک خُود دار آقاؐ

مجھے جُھلسا دیا ہے موسموں نے
مِلے اَب سایۂ دیوار آقاؐ

ہُوا ہُوں دُور سے حاضر ، عطا ہوں
اندھیروں کی جگہ اَنوار آقاؐ

کئے ہیں نُطق و مَنطِق وقفِ مِدحت
ہُوں ہر دَم مَست اور سرشار آقاؐ

بہ فیضِ حضرتِ حَسّانؓ سُن لیں
یہ میری نعت کے اَشعار آقاؐ

مرا دامن بھی بھر دیں رحمتوں سے
ہو باطن میرا خوشبودار آقاؐ

میں لایا ہوں کتابِ تحفۂ نعت
ہے پیشِ خدمتِ سرکارؐ آقاؐ

دُعا اَب خاتمہ بالخیر کی ہے
ہوں بخشش کا بھی دعویدار آقاؐ

دوبارہ سوئے طیبہ آئے احمرؔ
کرم ہو جائے پھر اِک بار آقاؐ





بڑی شان والا ہے نامِ محمدؐ
ہے اعلیٰ سے اعلیٰ مقامِ محمدؐ

جمالِ الٰہی کا آئینہ بے شک
کلامِ الٰہی ، کلامِ محمدؐ

اُنہیؐ کی تجلّی کا پَرتو یہ عالم
ہُوا خلق پر فیضِ عامِ محمدؐ

کیا وِرد صلّیِ علیٰ کا تو جانا
مقامِ محمدؐ ، پیامِ محمدؐ

یہ ہے عشق کی اِنتہا کا تقاضا
رہے لَب پہ ہر دَم کلامِ محمدؐ

مجھے اِس سے کیا کوئی جانے نہ جانے
ہُوں اَدنیٰ سا مَیں تو غلامِ محمدؐ

ہے آئینہ خانہ وہ حُسن و عمل کا
وہ دل جِس پہ کندہ ہے نامِ محمدؐ

ہوں گر مہرباں پھر سے احمؔر پہ آقاؐ
تو چُوموں وہ دہلیز و بامِ محمدؐ





حُسنِ بہارِ گلشنِ وحدت کا باب ہیں
کونین میں خدا کی قسم لاجواب ہیں

کوئی نہیں ہے جو رُخِ انور کی ہو مِثال
شرمندہ آفتاب و خجِل ماہتاب ہیں

ہر اِنتہائے حُسن فقط آپؐ کو ملی
حُسنِ ازل ہیں ، حُسنِ اَبد کا نِصاب ہیں

اُنگلی سے ایک بار پسینہ جو پُونچھ دیں
عنبر بھی زعفران بھی زیرِ حجاب ہیں

کیونکر نہ ساری اُمتیں آقاؐ کا نام لیں
نورِ الھدیٰ ہیں ، شافعِ روزِ حساب ہیں

عرشِ بریں مقام ہے ، باغِ جناں قیام
فخرِ جہاں ہیں صاحبِ اُم الکتاب ہیں

جو آپؐ کی رضا ہے ، خدا کی وہی رضا
ساری دُعائیں آپؐ سے ہی مُستجاب ہیں

بھیجیں دَرُود آپؐ پر جو بندگانِ حق
خالق کی بارگاہ میں وہ کامیاب ہیں

ہو گی نہ کیسے نعت یہ اخترؔ کی دِلپذیر
سیرت کے سَب نقُوش ہی جب اِنتخاب ہیں





سارے حَسیں مدینے کے منظر بھی دیکھنا
جو مَس ہوئے حضورؐ سے پتھر بھی دیکھنا

فانُوس جل رہے ہیں عجب روشنی کے ساتھ
جیسے تنی ہو نُور کی چادر بھی دیکھنا

آقاؐ ہیں دوجہان کے باغِ جِناں کے ساتھ
روضے کے عین سامنے منبر بھی دیکھنا

کیسے حسیں ہیں سارے مدینے کے رہگزار
صحنِ چمن میں چُگتے کبوتر بھی دیکھنا

مرقد پہ سیلِ نکہت و عنبر کا ہے سماں
محوِ ثنا ہیں شاہ و قلندر بھی دیکھنا

کیسے اُلٹ رہی ہے رُخِ زیست سے نقاب
کیسے پلٹ گیا ہے مقدّر بھی دیکھنا

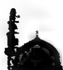
اَوروں کو مان اپنی فصاحت پہ ہے، مگر
مَیں نے لکھی جو نعتِ پیمبرؐ بھی دیکھنا

چَوکَس ہے فیل والو اَبابیل کی سِپاہ
بکھرے پڑے نہیں آج وہ کنکر بھی دیکھنا

عشقِ نبیؐ بغیر تو ہے زندگی فضول
گر ہو سکے تو جام یہ پی کر بھی دیکھنا

رو کر کرو یہ عرض بھی احمرؔ حضورؐ سے
مجھ کو نصیب در ہو مکرّر بھی دیکھنا





دِل میں جَذبات کی فراوانی
لَب پہ حاجات کی فراوانی

رحمتوں کی گھٹا اُٹھی مولا
ہو عنایات کی فراوانی

کاش مژدہ ہو تیری رحمت کا
ہو مَراعات کی فراوانی

یہ جو لمحات ہیں حضوری کے
مرے درجات کی فراوانی

مَیں ہُوں نازاں تری عِنایت پر
ہر نَفَس نعت کی فراوانی

آؤ بھیجیں درُود آقاؐ پر
اَب ہے جذبات کی فراوانی

اُس رُخِ پُر ضیاء پہ لاکھوں سلام
خَیر و بَرکات کی فراوانی

اَبرِ لُطف و عطا پہ لاکھوں درُدو
روز و شب نعت کی فراوانی

جانِ صبر و رضا پہ لاکھوں سلام
اور صلوات کی فراوانی

اُنؐ کی رحمت ہے موج پر احمر
ہے عنایات کی فَراوَانی





دن نکلتا ہے رُخِ شمس الضحٰی کو دیکھ کر
رُت بدلتی ہے مزاجِ مصطفٰےؐ کو دیکھ کر

باغ میں جا کر پڑھا جب مَیں نے آقاؐ پر دُرود
کِھل اُٹھے غنچے مری طرزِ ادا کو دیکھ کر

کُھل گئے رازِ نہاں سارے مرے سرکارؐ پر
جب شبِ معراج وہ آئے خدا کو دیکھ کر

کرتا ہُوں تعریف مَیں اُنؐ کے گُلِ رُخسار کی
پُھول کو ، تِتلی کو ، شبنم کو ، صبا کو دیکھ کر

نیچی نیچی ہے جہاں کے نازنینوں کی نظر
حُور بھی حیراں ہے ، محبوبِ خدا کو دیکھ کر

ایک مدت سے مجھے بھی شوق پابوسی کا تھا
خوش ہوا احمرؔ مدینے کی فضا کو دیکھ کر





فرشِ خاکی روشنی ، عرشِ مُعلیٰ روشنی
آپؐ ہی کے نُور سے ہیں دین و دنیا روشنی

اور سب کچھ واہمہ ہے اور سب کچھ ہے گماں
آپؐ کی ہر بات ہے لیکن مُصفا روشنی

وَالضُّحیٰ چہرے پر زُلفیں ، چاند پر جیسے سحاب
مہرومہ بھی شوق سے دیکھیں مُنزّہ روشنی

تیرگی کا دَشت جو اَب روشنی کا شہر ہے
ہے محمدؐ مصطفےٰؐ کی جلوہ فرما روشنی

کُوچہ کُوچہ طیبہ و بطحا کا ہے جنت نِشاں
بٹ رہی ہے اللہ اللہ بے تحاشا روشنی

آپؐ جس وادی سے بھی گزرے، ہوئی رشکِ بہار
ہو گئی صحرائے ظلمت میں ہویدا روشنی

آیۂ وَاللَّیل زُلفیں ، گوہر و اَلماس دانت
ہو گئی ہے زَرفشاں عارِض پہ شیدا روشنی

بھیگی بھیگی شام کو آتی ہے جب طیبہ کی یاد
پھیل جاتی ہے مرے آنگن میں ہر جا روشنی

امتحاں سر پر ہے آقاؐ اور تیاری نہیں
شافعِ روزِ جزا ، دَم دَم تقاضا روشنی

ختم ہوتی جا رہی ہے عمر کی نقدی حضورؐ !
"بے بَصر آنکھوں میں کب اُترے گی آقاؐ روشنی"

مجھ کو احمرؔ آج تک وہ وقتِ رُخصت یاد ہے
مَیں نے دیکھی جُھومتی ہر سَمت گویا روشنی





اَزل کا رازداں آیا ہے دیکھو
زمیں پر آسماں آیا ہے دیکھو

رفیقِ اِنس و جاں آیا ہے دیکھو
نبوّت کا نشاں آیا ہے دیکھو

ستاروں سے ستارے کہہ رہے ہیں
شہِ کون و مکاں آیا ہے دیکھو

فضاؤں میں عجب سرگوشیاں ہیں
وہ نُورِ دوجہاں آیا ہے دیکھو

زمانہ مُنتظِر تھا جس کا اَب تک
ہمارے درمیاں آیا ہے دیکھو

گناہگاروں کی بخشش کا وسیلہ
شفیعِ مُذنباں آیا ہے دیکھو

گِرے اَیوانِ کِسریٰ کے مَنارے
وہ قرآں بَر زُباں آیا ہے دیکھو

سُلگتے موسموں میں بن کے شبنم
چمن کا پاسباں آیا ہے دیکھو

وہاں صف بستہ سارے انبیاء ہیں
امامِ مُرسلاں آیا ہے دیکھو

ہیں محوِ رقصِ حُورانِ بہشتی
مرادِ کُن فکاں آیا ہے دیکھو

خدا توفیق دے تو جاؤ احمرؔ
جہاں وہ جانِ جاں آیا ہے دیکھو





کر رہا ہوں جو بات اُنؐ کی ہے
پڑھ رہا ہوں جو نعت اُنؐ کی ہے

لکھتا رہتا ہوں آپؐ کی سیرت
کِلک میری ہے بات اُنؐ کی ہے

نعت گوئی ہے اِک وظیفۂ جاں
سامنے میرے ذات اُنؐ کی ہے

اُنؐ کی سیرت نمونۂ وحدت
روشنی شش جہات اُنؐ کی ہے

بالمشافہ ہے گفتگو رب سے
رب کی مہمان ذات اُنؐ کی ہے

مَیں ہوں اخترؔ گدا مدینے کا
جھولی میری زکوٰۃ اُنؐ کی ہے





قبلۂ حاجات بھی رحمت لقب بھی آپؐ ہیں
کعبۂ مقصود بھی ، حُسنِ طلب بھی آپؐ ہیں

لازمی ہے آپؐ ہی کو شاہِ دوعالم کہیں
عالمِ ہستی میں جب وجہِ طرَب بھی آپؐ ہیں

آپؐ جب کہہ دیں کہ یہ ہو گا، تو بس ہو گا وہی
کچھ بھی ہونے اور نہ ہونے کا سبب بھی آپؐ ہیں

زینتِ یٰسین بھی ، زیبائشِ طٰہٰ بھی آپؐ
محسنِ دنیا و دیں بھی ، اَمرِ رَب بھی آپؐ ہیں

رحمتِ ہر دو جہاں ، تفسیرِ لفظِ کُن فکاں
سرورِ کون و مکاں ، ماہِ عرب بھی آپؐ ہیں

یارسولؐ اللہ حبیبِ خالقِ یکتا ہیں آپؐ
دو جہاں بھی جس سے روشن ہیں وہ شب بھی آپؐ ہیں

وصف اَب کیا کیا بیاں کر پائے احمر بے نوا
پیشوا میرے ، مرا نام و نسب بھی آپؐ ہیں





میری دنیا آپ ہیں اور میری عقبیٰ آپ ہیں
خانۂ دل میں مکیں اَلحمدُلِلّٰہ آپ ہیں

جان میری اُس گُلِ لالہ پہ رہ رہ کر نثار
قُمریاں کہتی ہیں حُسنِ باغِ دنیا آپ ہیں

گیت گاتی ہیں بنی نجار کی یہ بچیاں
شُکر وَاجب طَلَعَ البَدرُ عَلَینَا آپ ہیں

یُوں تو لاکھوں انبیاء آئے ہدایت کے لئے
دو جہاں پر جن کا سایہ ہے وہ تنہا آپ ہیں

کلمۂ لولاک جن کے حق میں خالق نے کہا
ربِّ کعبہ کی قسم وہ رُوحِ کعبہ آپؐ ہیں

یہ جہاں اُس دو جہاں کے بادشاہ کا ہے غلام
تشنگی کا۔ یہ تیقّن ہے کہ دریا آپؐ ہیں

عمر بھر سرکارؐ کی تعریف لکھی ہے نصیر
اب مرے اِک اِک نفَس میں جلوہ فرما آپؐ ہیں





خود اپنے جسم وجاں سے بیگانے ہو گئے ہیں
جو شمعِ مصطفیٰؐ کے پروانے ہو گئے ہیں

مہکی ہوئی ہیں راہیں ، لہکی ہوئی فضائیں
طیبہ کے موسموں سے یارانے ہو گئے ہیں

جو صاحبِ نظر تھے ، اُن کو مِلی ہے منزل
ہم جیسے اُن سے مِل کر فرزانے ہو گئے ہیں

طیبہ میں کُو بہ کُو ہیں بس اُنؐ کی جستجو میں
ہم اپنی زندگی سے انجانے ہو گئے ہیں

جو حسنِ لم یزل سے مشعل ہوئی تھی روشن
اُس شمع کے دو عالم پروانے ہو گئے ہیں

یارو ہمیں نہ چھیڑو ہم ہیں فقیرِ طیبہ
پی پی کے جامِ وحدت مستانے ہو گئے ہیں

دیدارِ مصطفیٰؐ کا جب سے ہوا ہے سودا
عشقِ نبیؐ میں اخترؔ دیوانے ہو گئے ہیں





جہاں سرکارؐ کی ہے راجدھانی
وہاں جا کر کریں گے نعت خوانی

قریبُ المرگ جو پہنچا وہاں پر
وہ لوٹا پا کے عمرِ جاودانی

بلا تخصیص ہے سب پر عنایت
یہ ہے خُلقِ محمدؐ کی نشانی

ہوائیں رُوح میں بھرتی ہیں اَمرت
فضائیں ہیں وہاں کی زعفرانی

کھجوروں کے درختوں پر سجے ہیں
سعادت کے شگوفے دھانی دھانی

ہیں اُنؐ کے نُور سے کونین روشن
جمالِ مصطفیٰؐ کی مہربانی

ہے کتنی پُر اثر گفتار اُنؐ کی
فصاحت میں رَچی شیریں بیانی

چلے آئے ہیں ہم پیاسے عدم سے
ملے پیاسوں کو آبِ کوثر کا پانی

ہے روضہ سامنے یہ اِلتجا ہے
کریں احمر کی روشن زندگانی





طلَب دل کو پھر ہے دِکھا ربِّ شانی
وہ طیبہ کے جلوے ، وہ حُسن آسمانی

سُلگتے ہوئے موسموں میں الٰہی ! !
مِلے اَب تو کوئی سکوں کی نشانی

مرے پاس کوئی سلیقہ نہ فن ہے
مگر نعت کہنا ، مری زندگانی

مِلے گر حضوری کا پیغام آقاؐ
توانائی لُوٹے مری ناتوانی

مصائب کی دُنیا میں ہم جی رہے ہیں
حضورؐ اَب توجہُ ، کرم ، مہربانی

کبھی کتنا روشن تھا ماضی ہمارا
مگر آج ذِلّت پڑی ہے اُٹھانی

نہ پاکیزہ سوچیں ، نہ شفّاف جذبے
ضمیروں پہ سب کے کریں گُل فشانی

سرِ بزمِ آقاؐ مَیں حیرت زَدہ ہُوں
مری سوچ کو کیجیئے زعفرانی

فقیروں سے برہم ہیں یہ اہلِ ثروت
کہیں ہو نہ جاؤں مَیں قصہ کہانی

ہُنر میرا اخترؔ بکھر ہی نہ جائے
دِکھا میرے آقا کرم کی نشانی





ہَے فیض اِس جہان پہ کیسا حضورؐ کا
چمکا ہے بامِ عرش پہ تارا حضورؐ کا

ہم کو دکھائے آپؐ نے روشن نشان راہ
ہَے یہ کرم بھی سارے کا سارا حضورؐ کا

ہم لوگ گھِر گئے ہیں تضادات میں، مگر
سب راستوں سے اچھا ہَے رَستہ حضورؐ کا

سب موسموں میں رنگ ہیں قائم جنابؐ سے
شمس و قمر میں نُور بھی چمکا حضورؐ کا

سب دشمنوں نے آپؐ کو مانا امین بھی
سب ظالموں نے رحم بھی دیکھا حضورؐ کا

احمرؔ کی شان قیصر و کسریٰ سے ہے بلند
دیکھو تو اِک غلام ہے اَدنیٰ حضورؐ کا





حضورؐ کس درجہ مہرباں تھے ، یہ زائرو تم کو یاد ہو گا
فقیر شاداب و شاداں تھے ، یہ زائرو تم کو یاد ہو گا

گناہگاروں کے دَر کھُلے تھے کہ باغِ جنّت کے دَر کھُلے تھے
نشاں بہاروں کے ضَوفشاں تھے ، یہ زائرو تم کو یاد ہو گا

وہ سیلِ نکہت، وہ کہکشاں تھی ، وہاں ستاروں کے کارواں تھے
جو رحمتوں ہی کے اَرمغاں تھے، یہ زائرو تم کو یاد ہو گا

بہشتی پھولوں کے تاج پہنے، ہجوم تھے قُدسیوں کے ہر سُو
نجانے ہم اَور تم کہاں تھے ، یہ زائرو تم کو یاد ہوگا

اِدھر فقیروں کی نعت خوانی ، اُدھر درُودوں کی گلفشانی
وہ حق شناسی کے سب نشاں تھے ، یہ زائرو تم کو یاد ہو گا

جب آنسوؤں ، ہچکیوں کی ہر سُو صدائیں سی گُلبُلا رہی تھیں
مراحلِ راحتِ داماں تھے ، یہ زائرو تم کو یاد ہو گا

خود اپنے ذہنِ رَسا کے غُرفوں میں روشنی کے حجاب پہنے
سبُو بکف سارے اِنس و جاں تھے ، یہ زائرو تم کو یاد ہو گا

جہانِ اَنوار ہے وہ بستی ، طرب کے چشمے اُبل رہے ہیں
غمِ جہاں حرفِ داستاں تھے ، یہ زائرو تم کو یاد ہو گا

مَیں کیا بتاؤں اَزل کے رازوں کے وہ شناسا مرے پیمبرؐ
نصیراحمؔر پہ مہرباں تھے ، یہ زائرو تم کو یاد ہو گا





مسلسل فیض کا عالم ہے فیضِ عام ہے آقاؐ
مگر اخترؔ کی قسمت اب بھی تشنہ کام ہے آقاؐ

دیارِ روضۂ خیرالوریٰ کی شان کیا کہیے
انوکھی صبح ہے جس کی نرالی شام ہے آقاؐ

نظر جس سمت بھی اٹھتی ہے کھو جاتی ہیں جلووں میں
عجب محفل کا عالم ہے، عجب ہنگام ہے آقاؐ

مکینِ گنبدِ خضریٰ کرم کی اک نظر فرما
کہ تیرا رحمۃ اللعالمیں بھی نام ہے آقاؐ

وہ مُسلمِ کُل جو صد رشکِ مہ و خورشید و انجم تھے
اُنہیں کی صبح اب گویا سوادِ شام ہے آقاؐ

نہ غم کے دن گزرتے ہیں نہ دُکھ کی رات ٹلتی ہے
کرم فرمایئے اَب حال طَشت اَز بَام ہے آقاؐ

نصیر احمر سا مِسکیں اب جو ہے دربار میں حاضر
اُسے دو گھونٹ مِل جائیں کہ خالی جام ہے آقاؐ





جمالِ رُوئے نبیؐ سا جمال کوئی نہیں
مثیل جس کی نہیں ہے مثال کوئی نہیں

وہی رسولؐ وہی راہنما ہمارے ہیں
کہ اُنؐ سا دنیا میں روشن خیال کوئی نہیں

وہ ایسے یکتا ہیں ، بے مثل ہیں زمانے میں
سوائے اُنؐ کے فقیدالمثال کوئی نہیں

حضورؐ خُلقِ مُجسّم ہیں ، حُسنِ عالم ہیں
جہاں میں آپؐ سا صاحب جمال کوئی نہیں

مہک اُٹھیں گلی کُوچے جدھر سے وہ گزریں
پسینہ ایسا کہ جس کی مثال کوئی نہیں

فلک سے جن کو شکایت ہے وہ بجا ہو گی
مگر حضورؐ سا پُرسانِ حال کوئی نہیں

وہ حکم دیں تو چلے آئیں دَوڑتے اَشجار
پَلٹ ہی جائے یہ سورج محال کوئی نہیں

خدا کے بعد وہ افضل ہیں سب خدائی میں
"وہ بے مثال ہیں اُنؐ کی مثال کوئی نہیں "

بَس اِلتجا ہے یہی صبح و شام احمر کی
بُلالیں آقاؐ مدینے کہ حال کوئی نہیں



قطعہ

طیبہ میں گنبد کے نیچے نعت سنانا خوب لگا
نعت سُنا کر چپکے چپکے اشک بہانا خوب لگا

آپؐ کی چوکھٹ میرے لئے تو سجدہ گاہِ شوق بنی
رحمتِ عالم آپؐ کے در پر خود کو مٹانا خوب لگا





نہ تسنیم و کوثر کی جا چاہتا ہوں
فقط آپؐ کا نقشِ پا چاہتا ہوں

درود اُنؐ پہ بھیجوں سلام اُنؐ کو پہنچے
اِسی ذِکر کی منتہیٰ چاہتا ہوں

بُرا ہوں ، بھلا ہوں مَیں ہوں آپؐ ہی کا
سہارا حبیبؐ خدا چاہتا ہوں

جہاں سایہ گستر ہے رحمت خدا کی
اُسی سر زمیں کی ہوا چاہتا ہوں

دو عالم ہیں روشن ظہورِ نبیؐ سے
مَیں دیدارِ شمس الضحیٰ چاہتا ہُوں

نہ چُھوٹے کبھی مجھ سے روضے کی جالی
ہو پُوری مری یہ دُعا چاہتا ہُوں

صبا اُنؐ سے کہنا پہنچ کر مدینے
مَیں بے آسرا ، آسرا چاہتا ہُوں

مری بے ثمر ساری شاخوں پہ آقاؐ
ثمر پھوٹ آئیں عطا چاہتا ہُوں

مدینے کے مینار ، رستے ، وہ گلیاں
اِن آنکھوں سے پھر دیکھنا چاہتا ہوں

درُودوں کے گجروں میں نعتوں کی کلیاں
پرو کر ہوں لایا سجا چاہتا ہوں

قرار اُن کو ہے جن کے دل ہیں منوّر
مَیں باطن کی نشو ونما چاہتا ہوں

نتیجہ تو آخر میں سب کا فنا ہے
مَیں دامانِ آلِ عبا چاہتا ہوں

مجھے بھولیئے گا نہ محشر میں آقاؐ
شفاعت شفیعُ الورا چاہتا ہوں

چراغوں میں اب تیرگی بڑھ رہی ہے
مَیں تنویرِ بدرِالدُجیٰ چاہتا ہوں

قبول اب کریں نعت احمؔر کی آقاؐ
میں نسلوں کی خاطر عَطا چاہتا ہوں





گھُپ اَندھیروں کو کِیا نُورِ سحر سرکارؐ نے
کر دِیا مَخلُوق کو شِیروشکر سرکارؐ نے

تارا تارا رَوشنی ظُلمت کدوں میں بھرگئی
پھر کیا بہتر بَشر کو، مُقتَدِر سرکارؐ نے

زندگی مَفلُوج تھی اَبتر تھا دُنیا کا نِظام
آدمیت کو کِیا پھر معتبر سرکارؐ نے

بادۂ وحدت کے سب کو جام بھر بھر کر دیئے
تیرہ بختوں کو بنایا مآثر سرکارؐ نے

معجزہ شقُ القمر کو دیکھ کر بولے عُدو
کر دِیا ہے یہ تو جادُو سر بَسر سرکارؐ نے

لاکھ پیغمبر ہدایت کے لیے آئے ، مگر
ابنِ آدمؑ کو عطا کر دی نظر سرکارؐ نے

سرگذشتِ دورِ ظلمت کو اُٹھا کر دیکھ لو
بے بَصر کو بھی بنایا دِیدہ وَر سرکارؐ نے

ماسِوا اُنؐ کی تمنّا کے نہیں اِس دِل میں کچھ
میرا دِل اَطہر کِیا ، احمرؔ کِیا سرکارؐ نے





کِس سے مثال دُوں رُخِ عالی جنابؐ کی
تشبیہ ماہتاب سے دُوں کیا شہاب کی

نیچی نگاہ ، پیکِ حیا ، جسم عِطر بیز
چہرہ صبیح جیسے ہو کونپل گلاب کی

آتی گلی گلی سے ہے مُشکِ خُتن کی باس
آمد ہوئی ہو جیسے مُعطّر سحاب کی

روشن اُنہیؐ کے نُور سے ہے ساری کائنات
ہے تاب آفتاب میں ساری جنابؐ کی

جب آمدِ حضورؐ ہوئی عرشِ پاک پر
جنت کے در کھلے ، اُٹھی چلمن حجاب کی

ہے عافیت حصارِ کرم میں حضورؐ کے
شرمندگی نہ ہو ہمیں روزِ حساب کی

موت آئے کاش کوچہٗ احمدؐ میں دوستو
ہے واقعی کلید یہ جنت کے باب کی

ہے کاروانِ شوق مدینے کو پھر رواں
حد ہی نہیں حضورؐ مرے اِضطراب کی

اِس کو بھی جامِ بادۂ اَطہر ملے حضورؐ
احمرؔ کو بھی طلب ہے طہورا شراب کی





کہاں سے مَیں کہاں تک آگیا ہُوں
نبیؐ کے آستاں تک آ گیا ہُوں

کبھی روضہ ، کبھی جالی نظر میں
یہ کیسی کہکشاں تک آ گیا ہُوں

محبت کی نظر ایسی ہوئی ہے
زمیں سے آسماں تک آ گیا ہُوں

مَیں بے سایہ تھا اَب تک اس جہاں میں
یہ تیرے سائباں تک آ گیا ہُوں

نہیں ہے شائبہ کوئی خزاں کا
مَیں ایسے گُلستاں تک آ گیا ہُوں

زمیں پر رشکِ جنت ہے یہ خِطّہ
مَیں جنت کے نشاں تک آ گیا ہُوں

درِ گنجینۂ رَحمت کھُلا ہے
مَیں گنجِ خواجگاں تک آگیا ہُوں

یہ صدقہ ہے میرے آقاؐ کا صدقہ
کہ اُنؐ کے نعت خواں تک آگیا ہُوں

کہاں جائے گا اَب اِس در سے احمرؔ
درِ دارُالاماں تک آگیا ہُوں





حضورؐ کی یہ نوازش ہے یہ دستگیری ہے
سُخن وَری میں جو بخشی مجھے امیری ہے

جو اُن لبوں کو مَیں لکھتا ہُوں لعلِ ملکِ یمن
تو یہ فضول سی تشبیہ و حَرف گیری ہے

اُنہیں پہ ختم خدائی کا حُسن ہے سارا
اُنہیں کہ نور سے روشن جہانِ پیری ہے

گُزر ہُوا ہے اِسی راستے سے آقاؐ کا
ہے عِطر بیز فضا اور ہَوا عبیری ہے

ہے فیضِ اَرضِ مدینہ سے میری جاں روشن
مِلی حضورؐ کے دَر سے مجھے فقیری ہے

یہ نعت خوب لکھی ہے نصیر احمر نے
یہ نعت تازہ و شیریں ہے اور حَریری ہے





جو ہے غلام سیدِ والا تبار کا
اُس کو نہیں ہے غم کوئی روزِ شمار کا

ایک ایک برگزیدہ ہے اِک ایک مُعتبر
جو بھی ہے یار آپؐ کے یاروں کے یار کا

آنکھیں ہیں نرگسی تو خدو خال صندلی
تازہ گلاب ہو کوئی جیسے بہار کا

تعریف کیا لِکھوں ترے حُسن و جمال کی
رَطبُ اللِسّاں ہے خُود بھی خُدا شاہکار کا

ہے دِل ہوائے طیبہ کی ٹھنڈک سے باغ باغ
کونین میں جواب نہیں اُس دیار کا

مانندِ عندلیب جو اخترؔ ہے بے قرار
یہ بھی کرم ہے دیکھیئے پروردگار کا





صاحبِ عالم ، نُور مجسّم
فخرِ ملائک ، نازشِ آدمؑ
رحمتِ پیہم ، ہادیٔ اعظم
نُورِ ہدایت ، حُسنِ دو عالم
صلّی اللہ علیہ وسلّم

شانِ کریمی ، تاجِ یتیمی
خندہ جبینی ، خُوئے حلیمی
آپؐ کا منصب ، عرش نشینی
بعدِ خدا وہ سب سے مکرّم

صلّی اللہ علیہ وسلّم

مُحسنِ اعظم سرورِ عالم
مُونس و ہمدم ، فخرِ آدم
تجھ سا نہیں کوئی راحم و اَرحم
لُطف و کرم ہو آقائے اکرم

o صلّی اللہ علیہ وَسلّم

آپؐ دوائے ، قلبِ پریشاں
دُور ہوں سارے ، دَرد فراواں
کام ہُوں سارے میرے آساں
کعبۂ ایماں ، قبلۂ عالم

o صلّی اللہ علیہ وَسلّم

مشکل ہو گیا اَب تو جِینا
پَار ہَو اَب اُمت کا سفینہ
احمؔر منگتا ہے دیرینہ
آنکھ کی ٹھنڈک، قلب کا مرہم

○ صلّی اللہ علیہ وسلّم





کُن فیکوں تک بات ہوئی ہے
قدرت اُنؐ کے ساتھ ہوئی ہے

کُھل گئے ہَست و بُود کے عُقدے
پُوری ہر اِک بات ہوئی ہے

بانگِ بلالؓ گونج رہی ہے
لات و مَنات کو مات ہوئی ہے

دن چمکا ہے اُنؐ کے کرم سے
روشن اُنؐ سے رات ہوئی ہے

آپؐ آئے تو موسم بدلے !
سبزے کی اَفراط ہوئی ہے

رقص کُناں ہے ریگِ صحرا
رحمت کی برسات ہوئی ہے

میرے آقاؐ عرش پہ پہنچے
عرش نشیں سے بات ہوئی ہے

احمرؔ اُنؐ سے جوڑ کے نِسبت
تیری بلند ، اَوقات ہوئی ہے





چمکا ہے تیرے آنے سے انساں کا مقدر، اے مہرِ منوّر
تُو صاحبِ لولاک ہے، تُو شافعِ محشر، اے حق کے شناور

تیرے ہی لئے باغِ جہاں نظم ہوا ہے، یہ سچ بہ خدا ہے
دنیا میں کوئی اور کہاں تیرے برابر، اے خَلق کے رَہبر

وَاللّیل ہے تفسیر تری زُلف کی بے شک، اور یہ بھی ہے برحق
وَالشّمس کی صُورت رُخِ روشن ہے سراسر، اے حُسن کے پیکر

بوسہ ترے قدموں کا بھی لے لیتے ہیں جُھک کر، شمشاد وصنوبر
تُو قامتِ یکتا ہے ترا کون ہے ہمسر، اے اَعلیٰ و بَرتر

ہاتھ آئے اگر خاکِ سرِ کُوئے پیمبرؐ، رکھوں اسے سر پر
بیٹھا میں رہوں صُبح و مسا اُنؐ کے ہی دَر پر اَوڑھے ہوئے چادر

جس ہاتھ کو اللہ کہے ہاتھ ہے میرا، کیا اُس میں اَندھیرا
اُس ہاتھ کی تعریف لکھے مجھ سا دِلدر، اے نیّرِ اکبر

احقرؔ نے لکھی نعتِ رسولؐ شہِ اَبرار، ہے طالب دیدار
اِس نعت کے اَشعار ہیں کیا صاف و معطّر، اے بُوئے گُلِ تر



قطعات

دیارِ حبیبؐ خدا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اللہ اللہ
مدینے کی ساری فضا ۔ ۔ ۔ ۔ اللہ اللہ
زمانہ مجھے بے سہارا نہ سمجھے
ہیں آقاؐ مرا آسرا ۔ ۔ ۔ ۔ اللہ اللہ





رات بھر اُنؑ سے ہم کلام رہے
یہ نہ پُوچھو کہاں، غلام رہے
لُطف آتا گیا درودُوں میں
رُوبرو وہ مہِ تمام رہے





کام اُنؐ کے کرم سے بنتے ہیں
پھول اُنؐ کی رِضا سے پھَلتے ہیں
وہ رؤفُ الرحیم ہیں ایسے
غم بھی صدقے میں اُنؐ کے ٹَلتے ہیں





کاش روضہ مَیں بھی دیکھوں احمدِؐ مختار کا
سر ہو میرا اور سنگِ در مری سرکارؐ کا
عمر بھر سرکارؐ کی تعریف لکھی ہے نصیرؔ
مَیں ہُوں عاشق جان و دل سے سیّدِ اَبرار کا





جب کوچۂ حبیبؐ بنا ہے مرا نصیب
پھر دُوریاں سمٹ کے مرے آگئیں قریب
دل میں تھا موجزن مرے دریائے صد نیاز
پہنچا جب آستانِ مبارک پہ مَیں غریب





مہربانی ، مہرباں فرمایئے
مجھ کو طیبہ میں ، کبھی بلوایئے
زندگی میں اَب رَمق باقی نہیں
اے قرارِ بے قراراں آیئے





ہے سُہانا کِس قدر روضے کا منظر دیکھنا
رَدِّ آفاتِ بَلا کا ہے یہ دفتر دیکھنا
چارہ گر میرے ، مرا اَب کون ہے تیرے سوا
یارسول اللہؐ مجھے بھی اِک نظر بھر دیکھنا





طیبہ کی سر زمیں پہ ہُوا جب مرا قیام
پہلے حضورِ پاک کو جا کر کیا سلام
مَیں تھا کھڑا حضورؐ کے روضے کے سامنے
تھا لَب پہ بخش دیجیے حاضر ہے اَب غلام





اے حبیبؐ کبریا پیکِ جمال
زندگی اَب ہو گئی مجھ کو وبال
شورشِ دنیا سے مَیں گھبرا گیا
تھام لیں آقاؐ مجھے ہُوں خَستہ حال





لِکھا ہے صاد(۲) اِسمِ محمدؐ کے ساتھ ساتھ
یُوں جیسے تشتِ ماہ میں سونے کی قاش ہو
احمرؔ سے روزِ حشر کہا جائے گا سُنا
وُہ نعت جس سے قلب میں کچھ اِرتعاش ہو



سلام

بحضور امام حُسین رضی اللہ عنہ

اَبد قرار جہاں میں ہے احترامِ حسینؓ
ہَیں تاجدارِ شہیداں مرے اِمامِ حسینؓ

وہی حدیثِ محمدؐ کے پاسبان بھی ہَیں
بلند حدِّ تعیّن سے ہے مقامِ حسینؓ

متاعِ زیست بھی قربان اُس خطابت پر
یزیدیت کے لئے موت ہے پیامِ حسینؓ

ہزار سلسلہ ہائے گراں سے گزرا ہُوں
محیط سارے زمانے پہ ہے نظامِ حسینؓ

خدا نے آئی بلاؤں کو سر سے ٹال دیا
لیا جو وقتِ مصیبت کسی نے نامِ حسینؑ

مئے نجف سے ہے سرشار جس کا شیشۂ دل
وہ خوش نصیب سمجھتا ہے احترامِ حسینؑ

نبیؐ کے لاڈلے لختِ دلِ علیؑ مولا
سلامِ احقرِ احقر کہ ہے غلامِ حسینؑ



سلام

بحضور امام حُسین رضی اللہ عنہ

سلام اپنا دلِ خیبر شِکن پر
حَسنؓ پر اور حسینِؓ گُل بدن پر

ہیں جانِ جاں علیؓ شیرِ خدا کے
ہیں نورِ عین بی بی فاطمہؓ کے

رہِ حق کے وہ بے شک رہ نُما ہیں
وہی شاہِ شہیدانِ وفا ہیں

سلام اُس تشنہ لب شیریں سخن پر
شہنشاہِ زماں ، شاہِ زَمن پر

ہیں بے شک دیں کے وُہ رہبر سراسر
ہیں بے شک راکبِ دوشِ پیمبرؐ

وہ ہیں صبر و رضا کا اِک نمونہ
وہ ہیں حِلم و حیاء میں بھی یگانہ

سلام اُن کے یقیں اُن کی پھبن پر
سلام اُس نعشِ بے گور و کفن پر

ہیں جن کے واسطے تسنیم و کوثر
وہی ساقی وہی سردار و سرور

ستاروں سے بھی اُجلا جن کا ڈیرہ
تھا جن کے دم سے ہی روشن اندھیرا

سلام اُس بے وطن کے حُسنِ ظن پر
سلام اُس کاروانِ سینہ زَن پر

یہ کہتا ہے ہر اِک زخمی پرندہ
اَذاں گُونجے رہے تکبیر زِندہ



سلام

بحضور امام حُسین رضی اللہ عنہ

کیونکر کروں نہ چاند ستاروں پہ شاعری
اللہ کے حبیبؐ کے پیاروں پہ شاعری

آنکھوں میں میری خُون کی رِم جھم ہے اِن دِنوں
کرتا ہوں فاطمہؓ کے دُلاروں پہ شاعری

کربَل کی خاک تُو نے حَرم سے وفا نہ کی
کیسے کروں میں عیش گزاروں پہ شاعری

کیسے کروں بیان ، کروں کِس طرح رقم
شامِ فرات تیرے کناروں پہ شاعری

موسم بَدل گئے کہ قیامت گزر گئی
ہوتی ہے اَب تو اُن کے اِشاروں پہ شاعری

نوحہ کناں ہُوں دیکھ کے لاشوں کے ڈھیر کو
زخموں کا مرثیہ ہے بہاروں پہ شاعری

بیواؤں اور یتیموں کی آہ و بُکا سُنوں
رو رو کروں نصیب کے ماروں پہ شاعری

دیکھا ہے تیرے نام کی نِسبت کا یہ اَثر
کرتا ہُوں سُرخ سُرخ چناروں پہ شاعری

احمؔر مرا تو آگ میں جلتا ہے تن بدن
ہائے وہ جلتے خیموں، شراروں پہ شاعری



مَنقَبت

حضرت قبلہ سیّد پیر چراغ النبیؒ شاہ گیلانی، جماعتی، نقشبندی

ملتا ہے بادۂ عرفاں ترے میخانے سے
دِن نکل آتا ہے ساقی ! ترے پیمانے سے

اِس فضا میں تو بدلتی ہے دِلوں کی دُنیا
ایک بَس ایک نظر آپ کی پڑ جانے سے

ہر گھڑی جشن کا عالم ہے جو پروانوں کا
سارے عُشاق نظر آتے ہیں دیوانے سے

وہ تمنّا ہی نہیں ہے جو نہ پوری ہو یہاں
فیض پاتا ہے زمانہ اسی کاشانے سے

جسے حاصل ہے، ترے در کی حضوری کا شرف
خوف اُس کو نہیں بستی سے، نہ ویرانے سے

جھولیاں سب کی بھریں شاہِ "چراغِ" عالی!
کوئی بھی جائے نہ خالی ترے کاشانے سے

مجھ سے بیمار شفایاب ہوئے ہیں احمر
مَیں ہُوں وابستہ "علی پور" کے شفا خانے سے



فریاد

(اللہ کے دربار میں)

الٰہی ! واسطہ خیرالبشرؐ کا
وسیلہ دو جہاں کے تاجوَر کا
الٰہی ! واسطہ آلِ عبا کا
علیؑ مولا ، شہیدِ کربلا کا
تیرے بندے تیرے محتاج یارَب
بہت غمگیں ہیں سارے آج یارَب
زمیں مُونس نہ ہمدرد آسماں ہے
نہ منزل کا کوئی اپنی نشاں ہے

سکوں دن کو نہ ہے آرام شب کو
کرم کر یا الٰہی تھام سب کو
یہود و کافر و مُلحد ، نصاریٰ
خلاف حق جہاں میں ہیں صف آرا
ہیں اُمت کے سبھی دیرینہ دشمن
نہاں رکھتے ہیں دل میں کینہ دشمن
ہیں روز و شب سبھی کے یہ ارادے
زمانے سے مٹیں اسلام زادے
یہ عالم دشمنوں کا آج کل ہے
ہر اِک آمادۂ جنگ و جدل ہے
کہیں کشمیر میں جور و شقاوت
فلسطین میں کہیں برپا قیامت

ہَیں افغانی بہت غمگین و حیراں
عراقی بھی ہَیں مدت سے پریشاں
کہیں ایران پر ان کی نظر ہے
زمینِ پاک کی بھی سب خبر ہے
سناں بردوش ہَیں مدت سے ناری
مسلماں کا ہے قتلِ عام جاری
کہیں قرآں جلایا جا رہا ہے
کہیں کافر بنایا جا رہا ہے
کہیں ہے رات دن بیداد ہم پر
کہیں تیغ آزما جلّاد ہم پر
مخالف سب ہَیں نصرانی ہمارے
ہَیں قائم جا بجا اِن کے ادارے

حکومت کر رہے ہیں بحر و بر پر
ہیں اُن کے جال پھیلے خشک و تر پر
ہے اُن کے پاس حِکمت بھی حکم بھی
ہیں سب یہ صاحبِ سیف و قلم بھی
مسلمانوں سے ہے اِن کو عداوت
کر اُن کے ظلم سے مولا حفاظت
قیامت ہے یہ اُمت کی دو رنگی
جسے دیکھو ہے اک نقلی فرنگی
یہ کیا طُرفہ تماشہ ہے الٰہی!
ہمیں ہے کیوں پسند اپنی تباہی
مسلماں خود کو کہتے ہیں مسلماں
مگر ہیں دشمنِ احکامِ قرآن

الٰہی اِن کو راہِ حق دکھا دے
مسلماں اِن کو تُو سچا بنا دے
مسلمانوں کو دے اپنی محبت
عطا کر عشقِ سلطانِ رسالتؐ
تیرے بندے جنہیں ہے دین پیارا
کریں توہینِ دیں کیونکر گوارا
تیرے آگے ہیں فریادی خدایا
مٹا دنیا سے الحادی خدایا
سکوں دے اُمتِ خَیرُ الاُمَم کو
دکھا نیچا تو ہر اہلِ ستم کو
خدایا سن یہ عرضِ والہانہ
تُہی واحد ، تُہی یکتا ، یگانہ



دُعا

مرے اللہ ! مجھے اَدنیٰ سے اعلیٰ کر دے
مری ہر سوچ کو ، ہر فِکر کو اَرفع کر دے

اِک تجلّی سے مری رُوح کو کر دے روشن
کہیں ظلمت نہ رہے ، ایسا اُجالا کر دے

مرے نغموں کو عطا کرؔ دے نوائے سرِ کوہ
تُو مرے شوق کو اسباب مہیا کردے

جگمگا دے مری دُنیا ، مری عُقبیٰ مولا
مری ہستی ، مری پَستی کو بھی بالا کر دے

اپنے مہ پاروں کی تقدیس سے اے میرے خُدا
شامِ غربت کا مری دُور اندھیرا کر دے



نوٹ: صوتی قافیہ نظم کیا گیا ہے

نصیر آحمر کی نعت گوئی

محمد اَبرار حنیف مُغل

مدیر

کاروانِ نعت لاہور

چہرہ دل کا آئینہ ہوتا ہے۔ مگر دل کی حالت کا جائزہ لینے کے لیے گفتگو کا سہارا ناگزیر ہے اَور زبان اُس کا محرک ہے۔ زبان انسانی جذبات واحساسات کو لباس پہناتی ہے یوں انسان ایک دوسرے کے من کو پڑھنے کے لائق ہوتا ہے۔

دنیا کے ۲۹۲ ممالک میں اِس وقت چھ ہزار سات سو اَسی ۶۷۸۰ زبانیں بولی جارہی ہیں۔ چینی زبان کو ایک اَرب ۱۰ کروڑ افراد بولتے ہیں۔ جو دنیا میں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان ہے۔ دوسرے نمبر پر بولی جانے والی زبان انگلش ہے۔ جس کو ۴۷ کروڑ افراد بولتے ہیں۔ جبکہ پوری دنیا میں بولی جانے والی کل ۶۷۸۰ زبانوں میں تیسرے نمبر پر اُردو زبان آتی ہے۔ جس کو ۴۱ کروڑ ۸۰ لاکھ انسان بولتے ہیں۔

یقیناً ہر زبان اپنے پہلو میں مخصوص لسانی اور ثقافتی ضروریات کو پورا

کیے ہوئے ہے۔مگر عربی۔ فارسی اور اُردو کا اگر تقابل کیا جائے تو اِس بات کا اِدراک ہوتا ہے کہ اظہار کیلئے یہ زبانیں اپنے اُندر بے پناہ قوت وصلاحیت رکھتی ہیں۔

جہاں تک اُردو کا تعلق ہے اِس کی تشکیل میں کئی زبانوں نے حصہ لیا ہے۔تقریباً دنیا کی تمام آبادی کا پانچواں حصہ اِس زبان سے تعلق رکھتا ہے۔ اور یہ بات ہر لحاظ سے اظہر من الشمس ہے کہ عربی کے بعد اُردو زبان نے اسلامی اقدار کے تحفظ میں ایک تاریخی کردار ادا کیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ تمام عالمین کے کارنامہ ہائے سخن کا جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اُردو زبان وہ واحد زبان ہے جس میں حضور ﷺ کی محبت کا پیغام انسانیت کے دلوں کو سب سے زیادہ معطر کر رہا ہے۔

یہ تعریف کہیں تو نثر میں ہو رہی ہے اور کہیں انداز محبت کے اظہار کو نعت سے موسوم کیا جاتا ہے۔اردو زبان میں نعتیہ اظہار کے لیے شاعر کا وفورِ شوق کو راہرو بنانا۔دل کو ہجر و فراق کی منزل سے دو چار کرنا، اپنی کم مائیگی کا احساس پیدا کرنا، اپنے آپ کو ہیچ دامن تصور کرنا، گناہوں پر ندامت کے آنسو بہانا۔دولتِ دنیا کو اُن کی ایک ادنیٰ خیرات تصور کرنا۔اُن کی عظمت و شوکت کو دِل کی دُنیا میں وارد کرنا، حسرتِ دیدارِ کوئے رسول ﷺ کا دل میں موجزن

رکھنا، کلامِ رحمان جَلَّ شانہٗ یعنی قرآنِ مجید کو آپ ﷺ کی سیرت کے سمجھنے کا ذریعہ بنانا۔ اِس جہانِ ہست و بود کو اُنؐ کے قدموں کا صدقہ سمجھنا، اُنؐ کی ذاتِ مبارکہ و مطہرہ کو "بعد از خدا بزرگ توئی" کی تصویر سمجھنا، اُنؐ کے قرب کو پالینے کی جستجو میں لگ جانا، اُنؐ کی نسبت پر ہمہ وقت فرحان و شاداں رہنا، اُنؐ کی عظمت اور سربلندی کے ترانے الاپتے رہنا۔ اور اِسی طرح کی دیگر ضروریات سے لبریز ہونا ناگزیر ہے۔

یہ بات کہنے میں فخر محسوس ہو رہا کہ "سجدۂ شوق" کے مصنف محترم نصیر احمد انہیں محبت و اخلاص سے مزین جذبات و احساسات کے ساتھ بارگاہِ رحمۃ للعالمین میں حاضر ہیں۔

یہ ہے عشق کی اِنتہا کا تقاضا
رہے لَب پہ ہر دم کلامِ محمدؐ

احمد صاحب کی نعت گوئی کی اہم خصوصیات میں ایک خصوصیت اُن کی سادہ بیانی، جذبات کی بے ساختگی اور الفاظ کی دروبست میں سلیقگی ہے اور یہ خصوصیت عشقِ رسول ﷺ میں سرشار ہونے کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے۔ مدحتِ رسول ﷺ بڑا نازک کام ہے اور نصیر احمد نے یہ کام بڑے سلیقے،

ہنر مندی اور نیاز مندی سے کیا ہے۔

عُمر بھر سرکارؐ کی توصیف لکھی ہے نصیر
اب مرے اِک اِک نَفَس میں جَلوہ فرما آپؐ ہیں

اِس دعا کے ساتھ کہ اللہ کریم جل شان، اپنے پیارے اور من ٹھار نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ محترم نصیر احمر صاحب کو عمرِ خضرؑ سے نوازے تا کہ آپ سرکارِ عالی شان ﷺ کی محبت کو لوگوں کے دِلوں میں تازہ اور اَبدالآ باد تک زندہ رکھنے کا باعث بنتے رہیں۔ آمین!



نعت رسولِ مقبول ﷺ توفیقِ عطائے ربّانی

طارق زیدی

ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اُردو (جی۔سی) یونیورسٹی لاہور

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے محبت ہی اسلام کی بنیاد ہے۔ اس محبت کی تخصیص یہ ہے کہ اگر اس میں ذرا سی بھی کسک رہ جائے تو آدمی مسلمان نہیں ہوتا اور اگر اُنؐ کے اَدب واحترام میں کوئی کمی رہ جائے تو مسلمان نہیں رہتا۔ یہ دونوں معاملات یعنی عشق اور احترام اس تعلق میں اپنی انتہاؤں پر ہوتے ہیں۔ انہی انتہاؤں کا منظوم بیان نعت کہلاتا ہے۔"نعت رسولِ مقبول ﷺ توفیقِ عطائے رَبّانی ہے"۔ یہ ہمارے جذب وتعلق کا وہ اِظہار ہے جہاں ہر حرف پر یہ سوچنا ہوتا ہے کہ کوئی حرف خلافِ اَدب تو نہیں۔

ہر نعت گو اپنی اس خوبی پر نازاں بھی ہوتا ہے اور محتاط بھی۔ نعت کی روایت پر سرسری نظر ڈالی جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ شعرائے اکرام کا یہ تعلق بہت بھرپور اور ہمہ جہت تعلق ہے کہیں رسول اللہ ﷺ کے اَصافِ حمیدہ کا بیان ہوتا ہے اور کبھی اُن کی بارگاہ میں اِلتجائیں ہوتی ہیں۔ یہ التجائیں بھی کبھی دیدار کی خواہش کے بیدار ہونے کے لیے ہوتی ہیں کبھی اُن ﷺ کے شہر میں

حاضری کی آرزو سے متعلق ہیں۔ کبھی اس دنیا کے معاملات سے بھرپور ہوتی ہیں اور کبھی آخرت میں بخشش سے منسلک ہوتی ہیں۔ کبھی انفرادی ہوتی ہیں۔ اَور کبھی اجتماعی یعنی قومی اَور ملی معاملات سے مربُوط ہوتی ہیں۔

نصیراحمر کی نعت عقیدت کا وہ گلدستہ ہے جس میں بُوقلموں خوشبو اَور متنوع رنگ کے پھول دکھائی دیتے ہیں۔ نصیراحمر کو کیونکہ اُن علیہ ﷺ کے شہر کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہے اِس لیے اُس کی نعت میں دیدار اور ہجر دونوں کی کیفیات دکھائی دیتی ہیں۔ کبھی تو وہ اُن کے فراق میں گھلتا محسوس ہوتا ہے کبھی تعلق کے ہونے اور دیدارِ شہر مدینہ کے باعث نازاں اَور فرحاں دکھائی دیتا ہے۔

کیونکہ اِس صنف کا تعلق سیّدالوجود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہے اَور ہر مسلمان کا ایمان یہ ہے کہ ہر جو شے خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے وابستہ ہے وہ اپنی نُوع میں اعلیٰ ترین ہے۔ اس لیے نصیراحمر نے کہا ہے۔ "سیّدالصنف نعت ہوتی ہے"

نعت کہنا اُس کا فن اور شوق تو ہے ہی مگر وہ اس شوق کے بارے میں کہتا ہے کہ

مرے پاس کوئی سلیقہ نہ فن ہے
مگر نعت کہنا ، مری زندگانی

یہ شعر بتاتا ہے کہ اُس کو نعت کہنے سے کس قدر رغبت، نسبت اور مماثلت ہے۔ اِس کے ساتھ ہمیں یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ وہ اِس عمل میں کس عاجزی اور انکساری کے ساتھ مصروف ہے۔

نعت کیا ہوتی ہے؟ اس کے لیے نصیر احمر کا ایک اور مصرعہ دیکھئے۔ جس سے یہ اندازہ ہو سکے گا۔ کہ اُس کے نزدیک نعت کہنا، کس قدر دُشوار ہے اور وہی بات جو میں نے اِبتدا میں لکھی کہ محبت بھی انتہا پر ہونی چاہیے اور احترام بھی۔ "نعت ہی پُل صراط ہوتی ہے"

اِس مصرعہ میں ایک بات اَور پوشیدہ ہے وہ یہ کہ پُل صراط سے جو کامیاب گزر گیا وہ جنت میں پہنچ گیا۔ گویا کامیاب نعت گو ہونا جنتی ہونے کی دلیل قطعی ہے۔ یہ کتاب دیکھ کر احساس ہوتا ہے کہ نصیر احمر کو بھی جنتی ہونے کی سند حاصل ہے۔



عقیدت کی خوشبو، نیاز مندی کے رنگ

میجر ہدایت اللہؒ
(نقشبندی، جماعتی، چراغوی
(اسلام آباد)

مبارک ہیں وہ لوگ جو نبی محترم ﷺ کی رحمت و رأفت سے استفادہ کرنے کی سعی میں حتی المقدور اپنے آپ کو مشغول رکھتے ہیں اور دامے درمے، سخنے، قدمے اور قلمے فروغ نعت کے لیے دن رات مصروف عمل ہیں۔ کل کائنات میں کون ایسا شخص ہے جو یہ دعویٰ کرے کہ میں نے حضور ﷺ کی مدحت سرائی کا حق ادا کر دیا۔ مرزا غالب جیسا عظیم شاعر یہ کہہ کر اپنا قلم روک لیتا ہے۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم
کاں ذات، پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

صحابہ کرام میں سے بہت سی عظیم ہستیوں نے حضور ﷺ کی مدحت سرائی کا شرف حاصل کیا ہے۔ حضرت حسان بن ثابتؓ نے حضور ﷺ کی تعریف میں کیا خوب کہا ہے کہ

وَاَحسَنَ مِنکَ لَم تَرَ قَطُّ عَینٌ
وَاَجمَلَ مِنکَ لَم تَلِدِ النِّسَاءُ

ترجمہ: اللہ کے محبوب ! کسی آنکھ نے آج تک تجھ سے زیادہ حسین دیکھا ہے۔ نہ دیکھے گی اور کسی عورت نے تجھ سے زیادہ جمیل بچہ پیدا نہیں کیا۔

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

ترجمہ: تجھے ہر عیب سے پاک اور مبّرا پیدا کیا گیا۔ گویا خود آپؐ کو اپنی منشاء کے مطابق پیدا کیا گیا ہے۔

مولانا عبدالرحمان جامیؒ فرماتے ہیں۔

خوشا مجلس و مسجد و خانقاہے
کہ دروے قیل و قالِ محمدؐ

ترجمہ: وہ مجلس مسجد اور خانقاہ کتنی اچھی ہے کہ جس میں حضورؐ کا ذکرِ خیر ہوتا ہے۔

حضرت بوعلی قلندرؒ پانی پتی یوں گویا ہوئے

غیرِ صلوات وسلام ونعتِ اُو ۔ بوعلیؒ رانیست ذکرِ دل نشیں

میرے پیرومُرشد سیّد چراغ النبیؒ گیلانی، نقشبندی نے بدیں الفاظ نذرانۂ عقیدت کچھ یوں پیش کیا

جہاں میں محفلیں اکثر چراغ جمتی ہیں
نہ ذکرِ یار ہو جس بزم میں بے کار ہوتی ہیں

پھر فرماتے ہیں

نعت سُنتا ہُوں اور سناتا ہُوں
اُور پھر خود کو بھول جاتا ہُوں

اِن عظیم ہستیوں نے سنہری حروف میں اپنا نذرانہ عقیدت پیش کیا اور یہ سبھی عُظماء حبیبؐ خدا کے دیوانے اور مستانے ہیں۔ انہی میں سے ایک میرے محترم پیر بھائی جناب نصیر احمؔر ہیں جو بہت اچھے اور خوش قسمت انسان ہیں کہ وہ حضور ﷺ کے نعت گو ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ احمر صاحب کے سینے میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی چنگاری سُلگ رہی ہے اور انہیں شب و روز نعت ومنقبت کہنے کی طرف راغب کئے ہوئے ہے۔ احمؔر صاحب کے تازہ نعتیہ کلام ''سجدۂ شوق'' کا مطالعہ کرنے کا شرف حاصل ہوا فرماتے ہیں۔

رکھ لو دیوانگی خدا کے لیے
نعت میں اِحتیاط ہوتی ہے

آپ نے (باخدا دیوانہ باشد۔ بامحمدؐ ہوشیار) کی خوبصورت ترجمانی کی ہے اُور اِسی محتاط رویے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے احمر صاحب ایک نعت میں یوں گویا ہوئے ہیں۔

نصیر سانس بھی آہستہ بارگاہ میں لو
خدا گواہ وہ محفل میں آئے بیٹھے ہیں

جبکہ علامہ اقبالؒ نے فرمایا

اَدب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نَفَس گُم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ ایں جا

جب آدمی موؤدب ہو جائے تو مقام رضا کی بات ہونے لگتی ہے۔ خدا کرے کہ ہم حضور ﷺ کی مرضی اور رضا کو سمجھ جائیں۔ احمرؔ صاحب فرماتے ہیں۔

جو آپؐ کی رضا ہے، خدا کی وہی رضا
جس پر نظر ہو آپؐ کی وہ مستجاب ہو

اِسی رضا کے متعلق مؤلانا احمد رضا خاں بریلویؒ نے فرمایا

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمدؐ

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (الضحیٰ آیت ۵)

ترجمہ: اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے (کنزالایمان)

احمرؔ صاحب کو یہ محبت اپنے پیرو مرشد سے وابستگی کے صلے میں عطا ہوئی ہے اور اِسی وابستگی پر نازاں ہو کر فرماتے ہیں۔

مجھ سے بیمار شفایاب ہوئے ہیں احمؔر
مَیں ہُوں وابستہ ''علی پور'' کے شفاخانے سے

اِسی شفاخانے کا ذکر پیر سیّد چراغ النبیؒ گیلانی نقشبندی جماعتی نے اپنے کلام ''راحیل شوق'' میں اس طرح فرمایا ہے۔

دُور ہو جاتے ہیں دُکھ سارے یہاں آنے میں
جو بھی آجائے ''علی پور'' کے شفا خانے میں

آخر میں احمؔر صاحب کو میں دلی مبارک پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے مُعلمِ انسانیت اور سیّدالبشر ﷺ کی بارگاہ جو معطر پھولوں کا نذرانہ پیش کیا اور رنگ و نور اور روشنی کی جو کرنیں اپنی خوبصورت نعتوں کی صورت میں بکھیری ہیں۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے حضور جو خوبصورت سلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ منظور و مقبول فرمائے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اُن کے ذوق و شوق میں مزید اضافہ کرے اور یہ رنگ و روشنی نور و سُرور کی بارش اُن پر حبیب پاک ﷺ کے کرم سے برستی رہے تا کہ وہ چمنستان نعت میں مزید حُسین پھول کھلانے کا سلسلہ جاری رکھ سکیں۔ عشقِ مصطفیٰ ﷺ پر استقامت اور اُسی پر خاتمہ فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ ثُمَّ زِدْ فَزِدْ

مبارک ہوں تجھے نعتوں کی کلیاں
کہ تُو ہے گامزن بَر راہِ ولیاں

ولایتِ نعت میں نصیر احمر کا محترم مقام

اِس دورِ پُرآشوب میں اَنبوہِ اِنسانیت فکر و نظر کی پریشانی اَور خیالات و مُعتقدات کے جس تشتُت و اِفتراق کا شکار ہے اِس پر دانشِ دَہر بھی سرگرداں ہے۔ ہجوم آبادی آج کل تقسیمِ قومیت اَور مُتخاصم جماعتوں کے عفریتوں میں گھرا ہُوا ہے۔ اَربابِ من دُونِ اللہ مخلوقِ خُدا کو الگ حیوانیت و بہیّت کی پستیوں میں دھکیل رہے ہیں۔ اِس عہدِ بے سَمت میں داعیِ اِنقلاب اَور محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بصیرت اَفروز سیرت و سوانح کے بیان و تبیان اور اُسوہِ حسنہ کے اِتباع و اِطاعت کی ضرورت ہے۔ ماشاءاللہ نعت آج وہی فریضہء تبلیغ اَور ترویجِ حسنات کا کردار اَدا کر رہی ہے۔

نصیر احمر اِس ولایتِ نعت میں ایک محترم مقام پر فائز اَور معتبر کلام سے فیضیاب ہیں۔ اُنہوں نے اپنے خوبصورت نعتیہ کلام میں مضامینِ داستانِ رفتہ، اَحوالِ اُمت، تلخیِ حالات، تہذیبوں کے تصادم اَور آشوبِ دَوراں کو سمو کر دامانِ نعت کو خوشگوار وسعت بخشی ہے بطور زائر و طالب روضہء اَقدس وہ گنبدِ خضریٰ کی رُوح پرور فضاؤں اور جذب و کیف سے معمور تجلیّوں کو دیکھنے کی تمنا اور تڑپ ہر وقت رکھتے ہیں اور اُن کی یہی والہانہ سَرمستیاں اور نشاط انگیز کوثر افشانیاں اُن کی

کی نعت کا خاصا ہیں۔ سجدہ شوق میں وہ تازہ و شگفتہ خیالات اور شرف ومُزّ یت سے معمور افکار کے ساتھ نشاط انگیز قندیلوں کی صورت میں روشنیاں بکھیر رہے ہیں اور دعائیہ انداز میں وہ تشکیلِ ملّت کے لئے امن وسلامتی اور حقیقی آزادی کی کفالت کے آرزومند بھی ہیں۔

سرکارِ مدینہ سے انتہائے عقیدت ومحبت ہی کا فیض ہے کہ اُن کا راحلہء ذوق، قافلہ شوق سے ہمکنار ہو کر سجدہ شوق کی سعادتیں حاصل کر رہا ہے۔

محمدؐ علی چراغ
لاہور



بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم٥

حَسبُنَااللہ وَنِعمَ الوَکِیل نِعمَ المَولیٰ وَنِعمَ النَّصِیر٥

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء خوانی فرمائی۔
صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حتی المقدر اپنی عقیدتؓ کا اظہار فرمایا۔ اپنی محبت اور عقیدت کا اظہار حضرت حسانؓ بن ثابت نے اِس طرح بیان کیا۔

خُلِقتَ مُبَرَّأً مِّن کُلِّ عَیبٍ
تجھے ہر عیب سے پاک اور مبرا پیدا کیا گیا
کَاَنَّکَ قَد خُلِقتَ کَمَا تَشَاءُ
گویا آپ کو خود آپ کی منشا کے مطابق پیدا کیا گیا

اِسی سُنّت کو اَدا کرتے ہوئے مصنّف محترم نصیر احمد صاحب نے اپنا پہلا نعتیہ کلام ''سفر پُل صراط کا'' تالیف فرمایا۔ جس کو اہل علم ودانش اور عشاقانِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب سراہا۔ اِسی محبت کے سلسلہ کو جاری

، لکھتے ہوئے زیرِ طبع کتاب ''سجدۂ شوق'' اپنی آغوش میں محبتِ الٰہی اور عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھول لیے ہوئے جلوہ گر ہوئی ہے۔ کتاب کو بغور پڑھنے کا شرف حاصل ہوا مصنّف کے کلام میں خاص رُوحانی جاذبیّت اور کشش ہے۔ جو کہ نصیر احمر کے خلوص و للّٰہیت پر دلالت کرتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ نصیر احمر کو اپنی خداداد صلاحیتوں کا مکمل عرفان بھی حاصل ہے اور وہ نعت کے بحرِ بیکراں کے شناور بھی ہیں۔ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدت نے اُن کی نعتوں کو تاثیر عطا کی ہے اور یہی اُن کی نعت نگاری کا خصوصی امتیاز ہے۔ دعا ہے، کہ نصیر احمر نے جو اپنے مخلصانہ کلام کے ذریعے محبت الٰہیہ، عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیتِ کرام سے محبت کا جو پیغام دیا ہے اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور مجموعہ نعت ''سجدۂ شوق'' کو مشعل راہ بنائے۔ آمین۔

دُعاؤں کا طالب

بندۂ ناچیز

اَبوعمر محمّد ظہورُالاسلام

شیخ الحدیث جامعہ نظریہ

خطیب جامع مسجد انوار الخیر اسلام آباد

رُباعی

ہے مدحِ نبیؐ "سجدۂ شوقِ" احمر
سرمایہ نجات کا یہی ہوگی خبر
احمر کہ ہیں شاگردِ جنابِ شبنم
اللہ تعالیٰ کی ہے احمر پہ نظر



راغب مُرادآبادی
پرائڈ آف پرفارمنس

رُباعی

اِک جذبۂ صادق کی اَدا "سجدۂ شوق"
ہَے حُبِّ محمدؐ کی نَوا "سجدۂ شوق"
تَوصِیفِ محمدؐ جو لکھی احمؔر نے
اَللہ نے اِنعام کیا "سجدۂ شوق"



آفتاب مُضطر (کراچی)

نصیر آحمر کا نعت کو وظیفۂ حیات بنالینا ایک بڑی تبدیلی کا پتہ دیتا ہے۔ نعت کا تو ایک شعر کہنا بھی توفیقِ الٰہی کے بغیر ممکن نہیں۔ سبب یہ ہے کہ نعت گوئی کے کچھ مطالبات بھی ہیں۔ جو شعری مطالبات سے الگ ہیں۔ مثلاً خوفِ الٰہی اَور حُبِ رسُول ﷺ کے اِحساس و اِدراک کا ہونا، اِس تناظر میں نصیر آحمر کا سارا کلام خوفِ خدا اَور حُبِ رسُول ﷺ ہی سے عبارت ہے اَور یُوں نصیر آحمر اپنی شاعری میں سجدہ گزارِ حرم بھی نظر آتے ہیں اَور نعت خوانِ روضۂ اَطہر بھی۔ اُن کا سرورِ کونین ﷺ کے حضُور خراجِ عقیدت پیش کرنے کا اَنداز نہایت مودّبانہ، مخلصانہ اَور والہانہ ہے۔ روانی، بے ساختگی اَور دِلکشی کے ساتھ ساتھ حُسنِ عقیدت کی سَرمدی کیفیات تمام نعتوں میں جھلکتی نظر آرہی ہیں۔ یہ اِحتیاط آج کل کہیں کہیں مِلتی ہے اور یہ اِس اَمر کا ثبوت ہے کہ نصیر آحمر نے نعت عادت کی طرح نہیں عبادت کی طرح کہی ہے۔

شبنم رُومانی

کراچی

نصیر احمر کا نعت کو وظیفۂ حیات بنا لینا ایک بڑی تبدیلی کا پتہ دیتا ہے۔ نعت کا تو ایک شعر کہنا بھی توفیقِ الٰہی کے بغیر ممکن نہیں۔ سبب یہ ہے کہ نعت گوئی کے کچھ مطالبات بھی ہیں۔ جو شعری مطالبات سے الگ ہیں۔ مثلاً خوفِ الٰہی اور محبتِ رسول ﷺ کے احساس و ادراک کا ہونا۔ اس تناظر میں نصیر احمر کا سارا کلام خوفِ خدا اور محبتِ رسول ﷺ ہی سے عبارت ہے اور یوں نصیر احمر اپنی شاعری میں سجدہ گزارِ حرم بھی نظر آتے ہیں اور نعت خوانِ روضۂ اطہر بھی۔ اُن کا سرورِ کونین ﷺ کے حضور خراجِ عقیدت پیش کرنے کا انداز نہایت مودبانہ، مخلصانہ اور والہانہ ہے۔ روانی، بے ساختگی اور دلکشی کے ساتھ ساتھ حُسنِ عقیدت کی سرمدی کیفیات تمام نعتوں میں جھلکتی نظر آ رہی ہیں۔ یہ احتیاط آج کل کہیں کہیں ملتی ہے اور یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ نصیر احمر نے نعت عادت کی طرح نہیں عبادت کی طرح کہی ہے۔

شبنم رومانی
کراچی

مدینہ دار الاشاعت ®
Tel: +92-42-37320682, 37312801